حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طالب الہاشمی

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طالب الہاشمی

البدر پبلی کیشنز ۲۳-راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں)

نام کتاب : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولف : طالب الہاشمی

طبع : اول مئی ۱۹۹۵ء

تعداد : گیارہ سو

ناشر : عبدالحفیظ احمد۔ البدر پبلیکیشنز
۲۳۔ راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

مطبع : المطبعۃ العربیۃ
۳۰۔ ایبک روڈ۔ بالمقابل فتح محمد پرنٹنگ انارکلی، لاہور (پاکستان)

قیمت : ۲۷ روپے

ترتیب

عنوان	صفحہ
یہ پیاری کتاب (جناب حفیظ الرحمن احسن)	9
پہلے یہ پڑھ لیجیے	11
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کون تھے	14
☆ دنیا میں آنکھ کھولتے ہیں	17
نام	18
کنیت	19
لقب	20
☆ خاندان	22
والدین	24
والد	24
والدہ	24
☆ بچپن	26
☆ حضرت ابوبکرؓ اسلام لانے سے پہلے	29
☆ اسلام لاتے ہیں	32
☆ سختیوں کا زمانہ	34
پہلی آزمائش	35
رسول پاکؐ کے ساتھ ساتھ	36
مظلوم غلاموں کو آزاد کراتے ہیں	37
والد کا اعتراض اور حضرت ابوبکرؓ کا جواب	40

Marfat.com

خاندانی عہدہ چھن جاتا ہے	41
سخت زخمی ہوگئے	41
والدہ اسلام لاتی ہیں	46
وطن چھوڑ کر حبشہ کا رخ کرتے ہیں	46
مکہ واپس آگئے	48
گھر میں مسجد بنالی	49
پناہ واپس کر دی	49
رسول پاکؐ کی ڈھال بن گئے	51
رسول پاکؐ کی سچائی پر پکا ایمان	52
وطن چھوڑنے کی تیاری	54
☆ ہمیشہ کے لئے وطن چھوڑتے ہیں	57
ہجرت کا سفر	61
غار ثور میں قیام	61
حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر چھاپہ	63
دشمن سر پر آپہنچے	63
غار کی تین راتیں اور تین دن	65
غار ثور سے روانگی	65
دشمن پیچھا کرتا ہے	67
ام معبد کے خیمے پر	69
یثرب میں رسول پاکؐ کا انتظار	71
رسول پاکؐ قباء پہنچ گئے	72
قباء سے روانگی	73
یثرب نبیؐ کا شہر بن گیا	74

Marfat.com

☆ ہجرت کے بعد ــــــ مدنی زندگی 76
مسجد بنانے میں حصہ لیا 76
گھر والوں کو مدینے بلا لیا 77
بھائی چارا 78
سخت بیمار ہو گئے 78
رسول پاکؐ کے ساتھ ساتھ 79
☆ جہاد کے میدان میں 80
بدر کی لڑائی 81
احد کی لڑائی 84
خندق کی لڑائی 86
مریسیع کی لڑائی 87
بنو فزارہ کی سرکوبی 87
بیعت رضوان 88
خیبر کی لڑائی 91
بنو کلاب کی سرکوبی 92
ذات السلاسل کی لڑائی 92
خبط کی مہم 93
مکہ کی فتح 93
حنین کی لڑائی 95
تبوک کی لڑائی 96
بڑا حج 99
رسول پاکؐ کا آخری حج 99

Marfat.com

اللہ کا سپاہی	100
رسول پاکؐ کا خطبہ سن کر رونے لگے	101
پیارے آقاؐ بیمار ہوگئے	102
پیارے آقاؐ نے نماز کا امام بنا دیا	102
زندگی کا سب سے بڑا صدمہ	103
خلیفہ چن لئے گئے	105
عام لوگوں کی بیعت	107
پہلا خطبہ	108
رسول پاکؐ کی قبر مبارک	109
☆ خلافت کا زمانہ	111
پہلا حکم	111
حضرت اسامہؓ کے لشکر کی روانگی	112
اندرونی فتنے	114
زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ	115
گیارہ لشکر	116
بزاخہ کی لڑائی	117
یمامہ کی لڑائی	118
ہر طرف امن قائم ہوگیا	122
قرآن مجید ایک جگہ جمع کرا دیا	123
☆ رومیوں اور مجوسیوں کے خلاف جہاد	124
ایران سے جنگ	124
زنجیروں والی لڑائی	127

Marfat.com

مذار کی لڑائی 128
ولجہ کی لڑائی 129
فراض کی لڑائی 129
روم سے جنگ 130
مجاہدین کے چار لشکر 131
شام کی لڑائیاں 132
ایرانیوں میں نیا جوش 133
☆ حضرت ابوبکرؓ کی وفات 135
☆ ذاتی حالات 138
نورانی شکل و صورت 138
لباس اور غذا 138
روزی کا ذریعہ 139
عبادت کا شوق 139
علمی قابلیت 140
☆ بیویاں اور بیٹے بیٹیاں 140
گھر والوں سے سلوک 143
☆ رسول پاکؐ سے محبت 144
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیارے اخلاق 146
ہر نیکی میں آگے آگے 146
غریبوں اور محتاجوں کی خدمت 147

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ	148
اللہ کا خوف	149
دکھیاروں کے ساتھ ہمدردی	150
لوگوں کو سلام کرنے میں پہل	150
پرہیزگاری	150
طبیعت کی عاجزی	152
شجاعت	153
حضرت ابو بکرؓ کی چند نصیحتیں	154
حضرت ابو بکرؓ کے چند فرمان	156

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ پیاری کتاب

بھلا ہم میں کون ایسا ہوگا جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیارا نام نہ سنا ہو۔ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے دوست تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی اور رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ دنیا کے کروڑوں مسلمان ان کو اللہ کے پیغمبروں کے بعد سب سے بڑا انسان مانتے ہیں۔

جناب طالب الہاشمی نے اس پیاری کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات آسان زبان میں لکھے ہیں۔ طالب الہاشمی صاحب پہلے بھی بچوں کے لیے بہت سی مفید اور دلچسپ کتابیں لکھ چکے ہیں' جن کو بے حد پسند کیا گیا۔ امید ہے کہ قوم کے نونہال ان کی یہ پیاری کتاب بھی بڑے شوق سے پڑھیں گے اور اپنے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح اللہ کے دین کی خدمت بجالانے کا جذبہ پیدا کریں گے۔

پیارے بچو! آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ جناب طالب الہاشمی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی بہت سے پیارے ساتھیوں

Marfat.com

کے حالات نونہالوں کے لیے لکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب ہاشمی کو یہ کام کرنے کی زیادہ سے زیادہ ہمت اور توفیق عطا فرمائے اور ان کی صحت اور زندگی میں برکت دے، تاکہ ان کی یہ قیمتی کتابیں جلد مسلمان بچوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں اور وہ انہیں پڑھ کر اچھے انسان اور سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ بڑے ہو کر انہی کو پیارے وطن پاکستان کو سنوارنے اور ترقی دینے کا کام کرنا ہوگا۔

پیشِ نظر کتاب کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ سہل زبان اور اختصار کے باوجود اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتنی معلومات جمع ہوگئی ہیں کہ یہ کتاب ہر عمر کے پڑھنے والوں کے لیے بھی یکساں مفید ہوگی۔ اس طرح توقّع ہے کہ سکول اور کالج کے طلبہ و طالبات کے علاوہ بڑی عمر کے قاری بھی اس سے فیض یاب ہو سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب طالب الہاشمی کی اس قیمتی کتاب کو اہلِ ایمان کے لیے، وہ بچے ہوں یا بڑے، نفع بخش بنائے اور اس کو قبولِ عام کا شرف بخشے تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مَحبّت و اتّباع کا سچا شوق اور جذبہ زیادہ سے زیادہ دِلوں میں پیدا ہو سکے۔

حفیظ الرحمٰن احسنؔ

۱۷ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ
(۲۱ دسمبر ۱۹۹۴ء)

Marfat.com

○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

پہلے یہ پڑھ لیجئے

آپ اگلے صفحوں میں عربی زبان کے کئی الفاظ اور جُملے بار بار پڑھیں گے۔ ہم یہاں ان کے معنی لکھ رہے ہیں تاکہ آپ کو ان کے پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

۱۔ **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:** اس کا مطلب ہے:

"اللہ کا آپ پر دُرُوۡد اور سَلام ہو۔"

یہ جملہ ہم ہمیشہ اپنے پیارے نبی کے پاک نام کے بعد بولتے اور لکھتے ہیں۔

۲۔ **صَحابہ یا صحابہؓ:** اس کا مطلب ہے' وہ خوش قسمت لوگ جنہوں نے رسولِ پاک ﷺ کی زیارت اور ملاقات کی عزت حاصل کی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے یا آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور ایمان کی حالت میں فوت ہوئے۔ صحابہ کا لفظ "صحابی" کی جمع ہے۔ صحابہ کی جگہ بعض دفعہ اصحاب یا اصحابِ رسول ﷺ یا رسول اللہ کے اصحاب بھی بولا جاتا ہے۔

Marfat.com

۳۔ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ یا رَضِیَ اللہُ عَنہُ: کا مطلب ہے:

"اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا"

یہ جملہ رسولِ پاک ﷺ کے ہر صحابی کے نام کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ پاک میں تمام صحابہ کو اپنے راضی ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ اگر دو صحابہ کے نام اکٹھے آئیں (خواہ وہ باپ بیٹا ہوں) تو "رَضِیَ اللہُ عَنہُمَا" لکھا جاتا ہے۔ زیادہ صحابہ کا ذکر ہو تو رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُم لکھا جاتا ہے۔ کسی صحابیہ کا نام آئے تو رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہَا لکھا جاتا ہے۔

۴۔: اگر کسی لفظ پر " ؐ " کا نشان ہو تو وہاں صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم پڑھنا چاہیے۔

۵۔: اگر کسی لفظ پر " ؓ " کا نشان ہو تو وہاں رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُ یا رَضِیَ اللہُ عَنہُمَا یا رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہَا یا رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنہُم (اوپر کے پیرے کی روشنی میں جیسی بھی صورت ہو) پڑھنا چاہیے۔

۶۔ جِہاد: کا مطلب ہے حق کی حمایت میں انتہائی کوشش کرنا۔ اللہ کی راہ میں لڑنا یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں سے جنگ کرنا۔

۷۔ اُمَّت: کا مطلب ہے جماعت یا گروہ۔ (مراد ہے مسلمانوں کی

Marfat.com

جماعت)

۸۔ **شہید:** کا مطلب ہے گواہ یا وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا مارا جائے یعنی وہ اپنی جان دے کر یہ گواہی دے کہ اسلام اللہ کا سچا دین ہے۔

۹۔ **زکوٰۃ یا زکاۃ:** سال بھر کے بعد مال کی ایک خاص حد سے زیادہ مقدار کا چالیسواں حصہ جو راہِ خدا میں دینا ہر مسلمان پر فرض ہے' اسی کو زکوٰۃ (زکاۃ) کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت اَبُو بکرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے؟

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے دوست اور ساتھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ اپنی دوستی اور مال سے مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔

۲۔ وہ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔

۳۔ دُنیا کے کروڑوں مسلمان ان کو اللہ کے رسولوں اور نبیوں کے بعد سب سے بڑا انسان مانتے ہیں۔

۴۔ وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بھائی اور خُسر تھے۔ ان کی پیاری بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی تھیں۔

۵۔ وہ بہت ہی سچے اور کھرے انسان تھے۔ انہوں نے ہمیشہ ہر موقع پر گواہی دی اور تصدیق کی کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اسی لیے ان کو صِدّیق کا لقب ملا۔

۶۔ وہ ہر وقت اپنی جان اور اپنا مال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ انہوں نے اللہ کے راستے میں

Marfat.com

بہت مال خرچ کیا اور بہت مصیبتیں جھیلیں۔

۷۔ وہ ہجرت کے سفر اور غارِ ثور میں رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں غار کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو "رسولِ پاک ﷺ کا ساتھی" کہہ کر یاد فرمایا۔

۸۔ وہ اُن بزرگوں میں سے ہیں جن کو رسولِ پاک ﷺ نے کُھلے لفظوں میں جنّت کی خوشخبری دی۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو حوضِ کوثر پر اپنا ساتھی بتایا۔

۹۔ تبوک کی لڑائی پر جانے سے پہلے انھوں نے اپنا تمام مال اسباب لاکر رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا اور گھر میں جھاڑو پھیر دی۔

۱۰۔ رسولِ پاک ﷺ کو اللہ نے اپنے پاس بلا لیا تو مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا سردار یا خلیفہ بنایا۔

۱۱۔ وہ رسولِ پاک ﷺ کی اُمّت پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔

۱۲۔ وہ حُضُور ﷺ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر جانے والے لوگوں کے سامنے بالکل نہ جُھکے اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس طرح اُمّت کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا۔

Marfat.com

۱۳۔ انہوں نے اللہ کے بھروسے پر دنیا کی دو سب سے بڑی طاقتوں، ایران اور روم کے خلاف جہاد شروع کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

کی لڑائی ہوئی۔ اس میں قارن سمیت ایرانی فوج کے بہت سے افسر اور تیس ہزار سپاہی مارے گئے۔ باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

وَلجہ کی لڑائی

ایران کے بادشاہ کو قارن کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے دو تجربہ کار جرنیلوں بہمن جادویہ اور اندرزغر کو دو بڑے بڑے لشکر دے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں لشکر وَلجہ کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پل پل کی خبریں مل رہی تھیں وہ تیزی کے ساتھ لشکر لے کر وَلجہ پہنچے اور دشمن پر خدا کا قہر بن کر ٹوٹ پڑے۔ ایرانی دیر تک جم کر لڑتے رہے لیکن جب ان کے ہزاروں آدمی مارے گئے تو وہ حوصلہ ہار بیٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

فراض کی لڑائی

اس لڑائی میں ایرانیوں کے ساتھ عراق اور شام کی سرحد پر آباد کئی عیسائی عرب قبیلے بھی مل گئے تھے۔ اس طرح ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر نے دریائے فُرات کو عبور کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا جو فراض کے مقام پر ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے قدم جما کر ایسا زبردست مقابلہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

للکار کر کہا، مسلمانو! دیکھنا یہ کافر بچ کر نہ جانے پائیں۔ ان کی للکار پر مسلمان نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور دشمن کے سپاہیوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ اس طرح ہزاروں ایرانی اور عیسائی عرب مارے گئے۔ جو کسی طرح نکل بھاگے وہ دریائے فُرات میں ڈوب مرے۔

رُوم سے جنگ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراق بھیجنے کے جلد ہی بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روم کے خلاف بھی جہاد کی تیاری شروع کر دی۔ روم کی سلطنت دُنیا کی دوسری بڑی طاقت اور مسلمانوں کی دوسری بڑی دشمن تھی۔ ہجرت کے آٹھویں سال مُوتہ کی لڑائی میں روم کا بادشاہ خود مسلمانوں کے خلاف لڑ چکا تھا اور اگلے سال اس نے پھر عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدوں کے ساتھ خود شام کی سرحد پر پہنچ گئے تو اس کو اپنا ارادہ پورا کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کے سامنے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں شام کو رومیوں کے قبضے سے چھڑانے کے لیے جہاد کرنا چاہتا ہوں تو انھوں نے مشورہ دیا کہ آپ عرب کے تمام قبیلوں کو خط بھیج کر جہاد کے لیے بلائیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام قبیلوں کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میں تم کو ملک شام بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ تم اسے کافروں

Marfat.com

کے پنجے سے چھڑا لو۔ جو لوگ جہاد کرنا چاہتے ہوں وہ تیار ہو کر مدینہ پہنچ جائیں۔ جب عرب قبیلوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف سے جہاد کی دعوت ملی، تو وہ پکار اٹھے کہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ پھر وہ تیار ہو کر دھڑادھڑ مدینہ پہنچنے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ میں اس قدر مجاہدین جمع ہو گئے کہ ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ ان مجاہدین میں بڑا جوش تھا اور وہ جلد سے جلد جہاد کے میدان میں پہنچنا چاہتے تھے۔

مُجاہِدین کے چار لشکر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان مجاہدین کے چار لشکر بنائے اور ان پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چار پیارے ساتھیوں کو افسر بنایا۔ یہ افسر تھے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرت شُرَحبِیل بن حَسَنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ پھر ان چاروں افسروں کو بہت سی ہدایتیں دے کر شام کی طرف روانہ کر دیا۔ ان میں کچھ ہِدایتیں یہ تھیں:

"اپنے ساتھیوں سے اچھا سلوک کرنا، ہر کام میں ان سے مشورہ کرنا، بچّوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نہ مارنا، کھیتوں کو نہ جلانا۔ پھل والے درختوں کو نہ کاٹنا، دشمن کے عبادت خانوں کو نہ چھیڑنا اور نہ ان لوگوں کو مارنا جو ان

Marfat.com

میں بیٹھ کر عبادت کررہے ہوں۔ دشمن سے جو عہد کرنا اس کو نہ توڑنا۔"

ان چاروں لشکروں میں کوئی ستائیس اٹھائیس ہزار سپاہی تھے۔

شام کی لڑائیاں

یہ چاروں لشکر مختلف راستوں سے ملک شام میں داخل ہوئے تو ہر جگہ رومیوں کے بڑے بڑے لشکروں کو جنگ کے لیے تیار پایا۔ مسلمانوں کی ان لشکروں سے چھوٹی موٹی جھڑپیں تو ہوئیں لیکن انہوں نے کسی بڑی لڑائی سے اپنے آپ کو بچایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رومیوں کے بڑے بڑے لشکروں اور ان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری اسلامی فوجوں کو حکم بھیجا کہ وہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ ان سب کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ ہوں گے۔ ساتھ ہی انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً عراق سے شام پہنچ جائیں اور وہاں کی ساری فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اُدھر شام میں ساری اسلامی فوجیں ایک جگہ جمع ہوئیں۔ اِدھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ دن کے سفر کے بعد شام میں داخل ہوئے اور راستے میں آنے والے کئی مقامات کو فتح کرتے ہوئے شام کے اسلامی لشکر سے آملے۔ اب انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ساری فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور بُصریٰ کا شہر فتح کرکے دمشق کی طرف بڑھے لیکن اچانک خبر ملی کہ رومیوں کا ایک بہت

Marfat.com

بڑا لشکر اَجنادَین کے مقام پر جمع ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اسلامی لشکر کو لے کر اَجنادَین پہنچ گئے۔ یہاں دو دن تک مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان نہایت سخت لڑائی ہوتی رہی۔ رومیوں کی فوج مسلمانوں کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی اور پھر وہ لڑی بھی جان توڑ کر، لیکن اسلام کے مجاہدوں کے سامنے اُس کی کچھ پیش نہ چلی اور اس نے بُری طرح شکست کھائی۔ ہزاروں رومی مارے گئے جو باقی بچے وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔

تاریخ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اَجنادَین کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے دمشق پر چڑھائی کر دی اور بعض میں لکھا ہے کہ اَجنادَین سے اسلامی لشکر دریائے یرموک کے کنارے ایک میدان کی طرف بڑھا جہاں رومیوں کا ایک بڑا لشکر جمع تھا۔ اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی رومی لڑائی کے لیے تیار ہو گئے اور دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ لڑائیوں کی ترتیب جیسی بھی ہو بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس وقت شام میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان سخت مقابلہ ہو رہا تھا، عراق میں حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے۔

ایرانیوں میں نیا جوش

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شام جانے کے بعد ایرانیوں نے آپس کے

Marfat.com

جھگڑے ختم کر دیئے اور سب نے مل کر شہر براز کو اپنا بادشاہ چُن لیا۔ شہر براز نے ایک زبردست لشکر مسلمانوں کو عراق سے نکالنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت مُثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کو بری طرح شکست دی۔ اس شکست کی خبر سن کر شہر براز کو تیز بخار ہوگیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ اس کے بعد تین بادشاہ باری باری تخت پر بیٹھے لیکن وہ حکومت نہ چلا سکے۔ آخر ایک شہزادی پوران دُخت تخت پر بیٹھی۔ اس نے ایران کے ایک نامی بہادر رُستم کو اپنا وزیر اعظم اور سپہ سالار بنایا۔ رُستم نے مسلمانوں کو عراق سے نکالنے کے لیے ایک بہت بڑی فوج تیار کی اور ایرانیوں میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ حضرت مُثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی اور ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر کے مقابلے کے لیے بالکل کافی نہیں تھی۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ خود مدینہ جاکر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایران اور عراق کے حالات بتائیں اور ان سے مدد مانگیں۔ چنانچہ وہ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات

ہجرت کے تیرھویں سال جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا اس وقت سخت سردی تھی۔ اس کے اثر سے انہیں تیز بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک برابر قائم رہا۔ سخت کمزوری کی وجہ سے مسجد نہ جا سکتے تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ میری جگہ آپ مسلمانوں کو نماز پڑھا دیا کریں۔ جب بیماری بڑھ گئی تو وصیّت کی کہ میرے بعد عمرؓ خلیفہ ہوں گے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے مزاج میں سختی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب خلافت کا بوجھ سر پر پڑے گا تو یہ سختی جاتی رہے گی۔ وہ اُمّت کے بہترین آدمی ہیں۔

بیماری کے زمانے میں ایک دن پوچھا' خلیفہ ہونے سے اب تک مجھ کو بیت المال سے کل کتنا وظیفہ ملا ہے۔ حساب کیا گیا تو چھ یا آٹھ ہزار درہم بنے۔ فرمایا کہ میری فلاں زمین بیچ کر بیت المال کا سارا روپیہ واپس دے دیا جائے۔ پھر پوچھا' جب سے میں خلیفہ ہوا میری جائیداد کتنی بڑھی ہے۔ گھر کے لوگوں نے کہا کہ ایک حبشی غلام ہے جو بچوں کو کھلاتا ہے اور مسلمانوں کی تلواروں کو صاف کرتا اور چمکاتا ہے۔ ایک اونٹنی ہے جس پر پانی لایا جاتا ہے اور ایک معمولی سی پرانی چادر ہے۔ فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ سب چیزیں نئے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دی جائیں۔

Marfat.com

بیماری کو تیرہ چودہ دن گزرے تھے کہ حضرت مُثنیٰؓ عراق سے مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حالت میں ان کو اپنے پاس بلایا اور عراق کے تمام حالات سنے۔ پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو وصیّت کی کہ میرا دَم دِن کو نکلے تو شام ہونے سے پہلے اور رات میں نکلے تو صُبح ہونے سے پہلے مسلمانوں کو مُثنیٰؓ کی مدد پر تیار کرنا۔

اپنے کفن دفن کے بارے میں حضرت عائشہؓ اور گھر والوں کو وصیّت کی کہ میرا کَفَن (رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کَفَن مبارک کی طرح) تین کپڑوں کا ہو۔ یہ دو چادریں جو میرے بدن پر ہیں دھولی جائیں اور ایک کپڑا نیا لے لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا' ابا جان ہم اتنے غریب نہیں ہیں کہ آپ کے کفن کے لیے نیا کپڑا بھی نہ خرید سکیں۔ فرمایا' مردوں سے زیادہ زندوں کو نئے کپڑے کی ضرورت ہے۔

پھر وصیّت کی کہ میری قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بنائی جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات پائی تھی آج دوشنبہ ہے مجھے امید ہے کہ میری موت بھی آج ہی ہوگی۔

چنانچہ ۲۲ جمادی الآخر کو دوشنبہ کے دن مغرب اور عشاء کی نماز کے

Marfat.com

درمیان انہوں نے زندگی کی آخری سانس لی اور اللہ کے پاس چلے گئے۔ کَفَن دَفن ان کی وَصِیّت کے مطابِق ہوا۔

وفات کے وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ خلافت کی مدت دو سال تین مہینے گیارہ دن ہوئی۔

Marfat.com

ذاتی حالات

نورانی شکل و صورت

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدر درمیانہ' جسم دُبلا پتلا اور رنگ گورا چٹا تھا۔ گالوں پر بہت کم گوشت تھا۔ ماتھا اونچا اور چوڑا تھا۔ آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں۔ پچاس سال کی عمر میں بوڑھے معلوم ہوتے تھے۔ بالوں کو مہندی لگاتے تھے۔ چہرے پر نور برستا تھا۔ قدرے جُھک کر چلتے تھے۔

لباس اور غذا

لباس بہت سادہ اور معمولی لیکن صاف ستھرا ہوتا تھا۔ خوراک بھی بہت سادہ تھی۔ خوش حال تھے لیکن اپنا مال دل کھول کر نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے رہتے تھے اس لیے ہجرت کے بعد کبھی کبھی فاقہ بھی کرنا پڑتا تھا۔

روزی کا ذریعہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع ہی سے اپنی روزی کپڑے کی تجارت سے کماتے تھے۔ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں ایک کنواں اور اس کے ساتھ والی کچھ زمین عنایت فرمائی۔ اس زمین میں انہوں نے کھجور کا ایک باغ لگایا۔ چند سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر

Marfat.com

اور بحرین میں بھی ایک ایک جاگیر عطا فرمائی۔ ان جاگیروں کی آمدنی کو بھی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ خلیفہ ہوئے تو مسلمانوں نے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا اس لیے تجارت چھوڑنی پڑی۔

عبادت کا شوق

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بہت شوق تھا وہ اکثر دن کو روزہ رکھتے اور راتیں نماز اور اللہ کے ذکر میں گزارتے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت بھی بہت کیا کرتے تھے۔ تلاوت کے وقت اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ کافروں کے خلاف جہاد بہت بڑی عبادت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے رہے۔

علمی قابلیّت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن اور حدیث کے بہت بڑے عالِم تھے اور دین کے مسئلوں سے بھی بہت واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو بیالیس ۱۴۲ حدیثیں مسلمانوں تک پہنچائیں۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھواتے تھے۔ وہ عرب کے ہر قبیلے کے نسب سے واقف تھے۔ اس کو "علمِ انساب" کہا جاتا ہے۔ وہ عرب میں اس علم کے سب

Marfat.com

سے بڑے ماہر تھے۔ کسی خواب کا مطلب اور نتیجہ بتانے کو تعبیرِ خواب کہتے ہیں۔ یہ ایک خاص عِلم ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عِلم کے بھی ماہر تھے۔ وہ تقریر بھی بہت عمدہ کرتے تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیتے تھے۔

بیویاں اور بیٹے بیٹیاں

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف وقتوں میں پانچ شادیاں کیں۔ بیویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اُمِّ بَکر۔ : انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے پہلے انہیں چھوڑ دیا۔

۲۔ قُتَیلہ : ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ بھی اسلام نہیں لائیں اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی ہجرت سے پہلے چھوڑ دیا۔

۳۔ حضرت اُمِّ رُومان رَضِیَ اللہُ عَنہَا : ان سے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اسلام لائیں اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ اور خوش دامن (ساس) بننے کی عزت حاصل کی۔

Marfat.com

ہجرت کے نویں سال فوت ہوئیں۔

۴۔ **حضرت اسماءؓ بنتِ عُمیس :** ان سے ایک لڑکے محمد پیدا ہوئے۔ رسولِ پاک ﷺ کی صحابیہ تھیں۔ ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ ہجرت کے چالیسویں سال فوت ہوئیں۔

۵۔ **حضرت حبیبہؓ :** مدینہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے بعد ان سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکی اُمِّ کلثُوم (والد کی وفات کے بعد) پیدا ہوئیں۔

بیٹے

۱۔ **حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ :** ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔ اپنے والد کے بہت فرمانبردار تھے۔ ہجرت کے آٹھویں سال طائف کی لڑائی میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہوگئے۔ اس وقت زخم ٹھیک ہوگیا لیکن تین سال کے بعد پھر ہرا ہوگیا۔ اسی کے صدمے سے فوت ہوگئے۔

۲۔ **حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ :** ہجرت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔ بہت بہادر تھے۔ کافروں کے خلاف بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور نہایت بہادری سے لڑے۔ ۵۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۔ **محمدؒ :** تین سال کے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے۔ والدہ

Marfat.com

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا۔ اس لیے انہی کے پاس پلے بڑھے۔ ۳۷ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ۳۸ ہجری میں امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن عاص نے مصر پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ اسی حالت میں ایک صاحب نے ان کو قتل کر ڈالا۔

بیٹیاں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا: ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا۔ بہت اونچے رتبے کی صحابیہ ہیں۔ ان کی شادی حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ، سے ہوئی۔ ان سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔۷۳ ہجری میں سَو سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

- **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:** پیدائشی مسلمان تھیں۔ ہجرت سے کچھ مدت پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رخصتی ہوئی۔ اس طرح ان کو اُمّت کی ماں بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی۔۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

- **حضرت اُمِّ کلثُومؓ:** پیدائشی مسلمان تھیں۔ والد کی وفات کے بعد پیدا

Marfat.com

ہوئیں۔ ان کی شادی پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے نکاح ہوا۔

گھروالوں سے سلوک

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھروالوں سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ اولاد سے بہت محبت تھی۔ اس کی پرورش اور تربیت بہت اچھی طرح کی۔

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ سے محبت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ پاک ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ آپ ﷺ سے اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں سے بھی بڑھ کر پیار کرتے تھے اور ہر وقت آپ ﷺ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ مکّہ میں تیرہ سال تک رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ ہر طرح کی سختیاں جھیلتے رہے۔ ہجرت کے سفر میں اپنی جان پر کھیل کر رسولِ پاک ﷺ کا ساتھ دیا۔ اپنی پیاری بیٹی کی شادی حُضُور ﷺ سے کردی۔ کافروں سے جتنی لڑائیاں ہوئیں ان سب میں برابر رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ رہے۔ کئی بار بڑی بڑی رقمیں رسولِ پاک ﷺ کی ذاتی ضرورتوں کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ خود فرمایا کرتے تھے کہ جان اور مال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں۔ مکّہ میں بھی اور مدینہ آکر بھی اپنا زیادہ وقت رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں گزارتے تھے اور روزانہ جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لیتے چین نہ پڑتا تھا۔

رسولِ پاک ﷺ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مکّہ میں روزانہ صبح و شام ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تبلیغ کے لیے کسی قبیلے کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کو بھی ساتھ لے جاتے تھے۔

Marfat.com

جن سے یہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہ جھگڑا نہیں کریں گے اور اللہ کا سچا دین قبول کرلیں گے۔ اس کام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا ساتھ دیا اور اپنی تبلیغ سے قریش کے بہت سے بڑے بڑے لوگوں کو مسلمان بنا لیا۔ ان میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرّحمٰنؓ بن عوف جیسے اونچے رتبے والے اصحاب بھی شامل تھے۔ ادھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے ان تین سالوں کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو نیک مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کرلیا لیکن یہ سب کام چپکے چپکے ہوا۔

اس زمانے میں مسلمان چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے تاکہ کافروں کو ان کے اسلام قبول کرنے کا پتہ نہ چلے لیکن ایک دن چند کافروں نے مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کو اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑنے پر بہت برا بھلا کہا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پیارے صحابی حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان کو مسلمانوں کے جمع ہونے اور نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیا۔ یہ مکان صفا کی پہاڑی کے قریب تھا اور بہت محفوظ تھا۔ کافر اس پر آسانی سے حملہ نہیں کرسکتے تھے۔

Marfat.com

سختیوں کا زمانہ

نُبوّت کا چوتھا سال شروع ہوا تو رسولِ پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حُکم کے مطابق لوگوں کو کُھلّم کُھلاّ اسلام کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ لوگوں کو یہ ہدایت فرماتے تھے کہ بُتوں کی پوجا نہ کرو' یہ نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان' ایک اللہ کو مانو' اسی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ ---- اس پر کافر بھڑک اٹھے اور رسولِ پاک ﷺ کے سخت دشمن بن گئے۔ وہ آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستانے لگے اور دوسرے مسلمانوں پر بھی سخت ظلم ڈھانے لگے۔ جس کسی کے متعلق ان کو پتہ چلتا کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے اس کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا لیتے۔ تقریباً نَو سال تک قریش کے کافر مسلمانوں پر بڑی سختیاں کرتے رہے۔ سختی کرنے کا مطلب ہے تکلیف دینا یا تنگ کرنا۔ اسی لیے ہم نے اس زمانے کو "سختیوں کا زمانہ" کہا ہے۔ ایسی سختیوں کو اللہ کے نیک بندے اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھتے ہیں اور کوئی مصیبت آپڑے یا ان کو کوئی دُکھ پہنچے تو اس حال میں بھی اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ان کا امتحان لیا جارہا ہے۔ امتحان یا آزمائش ایک ہی چیز ہے۔ وہ اپنی مصیبت اور دُکھ پر صبر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس امتحان میں کامیاب کرے۔ امتحان میں کامیابی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ان

Marfat.com

کو ہر حال میں ایمان پر قائم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہر قسم کی سختیاں بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ جھیلتے رہے مگر کسی نے اسلام سے منہ نہ موڑا بلکہ اسلام لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس زمانے میں اسلام کی خاطر بہت سختیاں جھیلیں مگر وہ برابر اسلام کی خدمت میں لگے رہے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکتے رہے۔ انہوں نے جس وقت اسلام قبول کیا ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ (درہم ایک سکہ تھا جس کی قیمت تین گرام چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی تھی) ان میں سے انہوں نے صرف پانچ یا چھ ہزار درہم اپنے پاس رکھے باقی سب غریب مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے چھڑانے اور اسلام کو ترقی دینے کے لیے خرچ کر ڈالے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختیوں کا یہ زمانہ کس طرح گزارا' اس کا تھوڑا سا حال ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

پہلی آزمائش

پیچھے ذکر آچکا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے قریش کے جن نیک لوگوں نے اسلام قبول کرلیا ان میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ جب ان کے اسلام لانے کا حال قریش کے ایک سردار نَوفل کو معلوم ہوا تو اس کو سخت غُصہ آیا۔ یہ شخص

Marfat.com

قریش کا شیر" کہلاتا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اس نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک رسی میں باندھ کر بہت مارا پیٹا کہ انہوں نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا ہے لیکن دونوں نے یہ ظلم بڑے صبر اور حوصلے سے برداشت کیا اور اسلام پر قائم رہے۔ آخر نوفل نے تنگ آکر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی اور چچا نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت سختی کی اور انہیں اسلام چھوڑنے کے لیے کہا لیکن دونوں نے ان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تم جو چاہو کرلو، ہم کسی صورت میں اسلام سے منہ نہیں موڑیں گے۔ آخر وہ بھی تھک ہار کر خاموش ہو گئے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ساتھ

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ کے لوگوں کے علاوہ ان لوگوں کو بھی اسلام کی طرف بلایا کرتے تھے جو ہر سال حج کے موقع پر عرب کے گوشے گوشے سے مکّہ پہنچتے تھے اور مِنیٰ کے میدان میں پڑاؤ ڈالتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے اور اس کو اسلام کی دعوت دیتے۔ اسی طرح عرب میں عُکاظ اور مجنّہ وغیرہ کے مقامات پر بڑے بڑے میلے لگتے تھے جن میں لوگ دُور دُور سے آکر شریک ہوتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان میلوں

Marfat.com

میں بھی تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔ آپؐ ان لوگوں کے پاس جاتے وقت اکثر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا کرتے تھے کیونکہ ایک تو جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؐ سے بے حد محبت تھی، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے بہت محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر بہت بھروسا فرماتے تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے تمام قبیلوں کے رسم و رواج اور ان کی عادتوں سے واقف تھے۔ یہاں تک کہ ان کے باپ دادا کا حال بھی ان کو معلوم تھا۔ اللہ کے دین کی دعوت دینے کے لیے اِن اکھڑ اور لڑاکے قبیلوں کے پاس جانا بڑا خطرے کا کام تھا اور ڈر تھا کہ کہیں وہ بھڑک نہ اٹھیں اور مرنے مارنے پر نہ تیار ہو جائیں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت رسولِ پاکؐ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ کسی ڈر اور جھجک کے بغیر خوشی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتے تھے اور لوگوں کو بتاتے تھے کہ یہ میرے ساتھ اللہ کے رسول ہیں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ان پر ایمان لاؤ۔ کئی بار ان کو بعض قبیلوں سے بڑی سخت باتیں بھی سننی پڑیں لیکن انہوں نے پروا نہ کی اور برابر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے رہے۔

مظلوم غلاموں کو آزاد کراتے ہیں

پیچھے ذکر آچکا ہے کہ نبوت کے پہلے تین سالوں کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو (۱۵۰)

Marfat.com

نیک مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان نیک لوگوں میں کچھ عورتیں اور مرد ایسے بھی تھے جو مکّہ کے کافروں کے پاس غلامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ اس زمانے میں غلاموں کے خریدنے اور بیچنے کا رواج عام تھا جو شخص کوئی لونڈی یا غلام خرید لیتا وہ اس کا مالک کہلاتا تھا۔ جب تک مالک کو اس کی منہ مانگی رقم نہ مل جائے وہ اپنے غلام یا لونڈی کو نہ کسی کے حوالے کرتا تھا اور نہ اس کو آزاد کرتا تھا۔ کافروں کو جب اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو انہوں نے ان غریبوں پر سخت ظلم توڑنے شروع کر دیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مظلوموں کے حال کی خبر ہوئی تو انہوں نے بے تحاشا دولت خرچ کرکے کئی مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو خرید خرید کر آزاد کر دیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ **حضرت بِلالؓ بن رَباح:** یہ حبش کے رہنے والے تھے اور ایک کافر اُمیّہ بن خَلَف کے غلام تھے۔ ظالم اُمیّہ ان کو مارتے مارتے تھک جاتا تو دوپہر کے وقت ان کے کپڑے اتار دیتا۔ پھر ان کو تپتی ریت پر لٹا دیتا اور ان کے سینے پر ایک بھاری پتھر رکھ دیتا لیکن وہ اس حالت میں بھی "اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے" ہی کہے چلے جاتے۔ کبھی اُمیّہ ان کو لوہے کی زِرہ پہنا کر دُھوپ میں ڈال دیتا' کبھی ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کسی اندھیری کوٹھڑی میں پھینک دیتا اور چابک سے مارتا رہتا۔ کبھی وہ ان کے گلے میں رسی باندھ کر شریر لڑکوں کے سپرد کر دیتا۔ وہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے پھرتے۔ پھر

Marfat.com

انہیں گرم ریت پر اوندھے منہ لٹا دیتے اور ان پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیتے لیکن ان کی زبان سے "اللہ ایک ہے" کے سوا کوئی بات نہ نکلتی۔

۲۔ **حضرت حمامہ رضی اللہ عنہا:** حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ ان پر بھی بہت ظلم ڈھائے جاتے تھے۔

۳۔ **حضرت عامر بن فُہیرَہ** رضی اللہ عنہ: یہ ایک کافر طفیل بن حارث کے غلام تھے۔ طفیل ان پر طرح طرح کے ظلم کرتا رہتا تھا۔

۴۔ **حضرت اُمّ عُبَیس** رضی اللہ عنہا: یہ قریش کے خاندان بنو زُہرہ کی لونڈی تھیں۔ کافر ان پر بہت ظلم کرتے تھے۔

۵۔ **حضرت ابو فُکَیہہ رضی اللہ عَنہُ:** یہ قریش کے خاندان بنو عبدالدّار کے غلام تھے۔ اس خاندان کے کافر ان کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر اوندھا لٹا دیتے اور ان کی پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔ کبھی یہ ظالم ان کا گلا اس زور سے دباتے کہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔

۶۔ ۷۔ **حضرت نہدیہ** رضی اللہ عنہا **اور ان کی بیٹی رضی اللہ عنہا**: یہ دونوں بنو عبدالدّار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ یہ عورت ان پر بہت ظلم توڑا کرتی تھی۔

Marfat.com

۸۔ حضرت لُبَینَہ رضی اللہ عنہا: یہ قریش کے خاندان بنوعدی کے ایک گھرانے کی لونڈی تھیں۔ ان کو بھی بہت مارا پیٹا جاتا تھا۔

۹۔ حضرت زِنّیرہ رضی اللہ عنہا: قریش کے خاندان بنومخزوم کی لونڈی تھیں۔ اس خاندان کا سردار ابوجہل تھا۔ وہ ان پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی نظر جاتی رہی۔ اس پر ابوجہل نے ان کو طعنہ دیا کہ لات اور عُزّٰی (بتوں کے نام) نے تجھے اندھا کر دیا۔ انہوں نے کہا لات اور عُزّٰی کو تو خبر بھی نہیں کہ انہیں کون پُوجتا ہے اور کون نہیں پُوجتا۔ ہاں میرا اللہ قدرت والا ہے۔ وہ چاہے تو میری نظر واپس آ سکتی ہے۔ اللہ کی قدرت دوسرے دن وہ سو کر اٹھیں تو ان کی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔

والِد کا اعتراض اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قُحافَہ نے (جو اس وقت اسلام نہیں لائے تھے) اپنے بیٹے کو غریب غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی کے لیے اپنی دولت لُٹاتے دیکھا تو انہوں نے اُن سے کہا:

"بیٹا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جن لوگوں کو آزاد
کرانے پر روپیہ خرچ کر رہے ہو' وہ بہت کمزور ہیں۔
اگر تم بڑے ڈیل ڈول اور مضبوط ہاتھ پاؤں والے جوانوں

Marfat.com

کو آزاد کراتے تو ضرورت کے وقت وہ تمہارے کام آتے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"ابا جان! میں نے ان غریبوں کو اپنے کسی فائدے کے لیے خرید کر آزاد نہیں کیا بلکہ میں نے یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیا ہے' وہی اس کا بدلہ دے گا" یہ جواب سن کر اُن کے والد خاموش ہو گئے۔

خاندانی عہدہ چھن جاتا ہے

اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاندانی عہدہ "اُشناق" انہی کے پاس رہا اور قتل کے مقدموں میں وہ "خون بہا" یعنی "خون کے بدلے" کے فیصلے کرتے رہے لیکن جب کافروں نے دیکھا کہ وہ دن رات لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہتے ہیں تو انہوں نے ان سے "اُشناق" کا عہدہ چھین لیا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ پروانہ کی اور برابر اسلام کی خدمت میں لگے رہے۔

سخت زخمی ہو گئے

اُسی زمانے میں ایک دن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف تشریف

Marfat.com

لے گئے۔ کافروں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ جوش میں آگئے اور آپ ﷺ کو گھیر کر مارنے کا ارادہ کیا۔ کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر جاکر ان سے کہا کہ اپنے دوست کی خبر لو کچھ لوگوں نے ان کو کعبے میں گھیر رکھا ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بے قرار ہوگئے۔ دوڑے دوڑے گئے اور کافروں کو ہٹاتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ اس وقت وہ سخت غصے کے ساتھ کافروں سے کہہ رہے تھے۔

"افسوس ہے تم پر ---- تم ایک ایسے انسان کو یہ کہنے پر مار ڈالتے ہو کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف صاف نظر آنے والی نشانیاں لے کر تمہارے پاس آیا ہے۔"

اب کافروں نے رسولِ پاک ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ ظالموں نے ان کو اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہوگئے۔ مار کھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے:

"اے عزت اور شان والے اللہ تیری ذات بہت برکت والی ہے۔" آخر بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ ان کے قبیلے والوں کو پتہ چلا تو وہ دوڑے آئے اور ان کو اٹھا

Marfat.com

کر گھر لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں کہ ابا جان زخمی حالت میں گھر پہنچے تو ان کا یہ حال تھا کہ سر پر جس جگہ ہاتھ لگتا وہاں سے بال جھڑ جاتے۔

بہت دیر کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو سب سے پہلے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟"

اس وقت ان کے پاس قبیلے کے کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کو یہ الفاظ سن کر بہت غصہ آیا اور وہ کہنے لگے

"تم پر افسوس ہے کہ تم اس حالت میں بھی مُحمّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہیں چھوڑتے۔"

پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمّ الخَیر سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ تم خود ہی اس کا خیال رکھو اور اس کو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔

ان کے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے پھر وہی سوال کیا۔ ماں نے قَسَم کھا کر کہا کہ مجھے تمہارے دوست کا کچھ حال معلوم نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جا کر خطّاب کی بیٹی اُمِّ جمیل سے پوچھیں۔"

Marfat.com

اُمِّ جمیل کا نام فاطمہ تھا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں اور اس وقت مسلمان ہو چکی تھیں مگر انہوں نے کافروں سے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کی والدہ نے حضرت اُمِّ جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر جب ان سے کہا کہ میرا بیٹا تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھ رہا ہے تو وہ اُمُّ الخیر کے ساتھ ان کے گھر آ گئیں۔ وہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی تو چیخ مار کر کہا "خدا کی قسم جن لوگوں نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ سخت کافر اور برے لوگ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ ان سے اس ظلم کا بدلہ لے گا۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا:

"رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟"

اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے کان میں کہا:

"آپ کی ماں سن رہی ہیں۔" اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات اس لیے کہی کہ ام الخیر اس وقت تک ایمان نہیں لائی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"ان کی فکر نہ کرو، ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

تب اُمِّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

"رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خیریت سے ہیں۔"

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟"

اُمِ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: "دارِ اَرقَم میں"

پیچھے ذکر آچکا ہے کہ "دارِ اَرقَم" رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے ساتھی حضرت اَرقَم رضی اللہ عنہ کا مکان تھا جو صفا کی پہاڑی کے قریب واقع تھا۔ بلند چار دیواری میں گھرا ہوا یہ ایک بڑا مکان تھا۔ سختیوں کے زمانے میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت کئی سال تک اپنے وقت کا زیادہ حصہ اسی مکان یا حویلی میں گزارا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا، جب تک میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس نہ جاؤں۔"

اُمِ جمیل رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہا نے کہا "ذرا ٹھہر جایئے۔"

رات ہوئی تو حضرت اُمِ جمیل رَضِیَ اللہُ عَنہا اور اُمُّ الخَیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سہارا دے کر "دارِ ارقم" میں لے گئیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھک کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیشانی چوم لی۔

Marfat.com

والدہ اسلام لاتی ہیں

اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میرا چہرہ کافروں کی مار کی وجہ سے سُوج گیا ہے اس کے سوا اب مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں ہے۔ یہ میری ماں بھی میرے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو برکت والا بنایا ہے۔ آپ ان کو اسلام کی طرف بلایئے اور دعا فرمایئے کہ اللہ ان کو دوزخ کی آگ سے بچالے۔"

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمُّ الخَیر کے لیے دعا کی اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسولِ پاک صَلَّی اللہ علیہِ وَسَلَّم کی محبت اور بڑھ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملے میں ان سے مشورہ کرنے لگے۔ حُضُور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے محبت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز دو مرتبہ صبح اور شام کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

وَطن چھوڑ کر حَبشہ کا رخ کرتے ہیں

جب مسلمانوں پر کافروں کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو نُبوّت کے پانچویں اور چھٹے سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مکّہ سے

Marfat.com

ہجرت کر کے حَبَش (حَبَشہ) چلے جائیں۔ جہاں ایک نیک دل بادشاہ کی حکومت ہے جو کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا۔ اسی زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنا وَطَن اور گھر بار چھوڑ کر حَبَشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کا جی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہیں جانے کو تو نہیں چاہتا تھا لیکن کافروں کی سختیوں کی وجہ سے وَطَن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ جب پانچ دن کی راہ طے کر چکے تو ان کی ملاقات عربوں کے ایک قبیلے قارہ کے سردار سے ہوئی ان کا نام ربیعہ بن رفیع تھا لیکن اپنی کنیت اِبنُ الدَّغنہ سے مشہور تھے۔ اس وقت وہ ایمان نہیں لائے تھے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت اچھی طرح واقف تھے اور ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا "ابوبکر! کدھر کا ارادہ ہے؟"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

"میری قوم مجھے اپنے وطن میں آرام سے نہیں رہنے دیتی۔ اس نے مجھے بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں اور مکّہ میں میرا ٹھہرنا سخت مشکل بنا دیا ہے۔ چاہتا ہوں کہ کسی دوسری جگہ جاکر اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤں۔"

اِبنُ الدَّغنہ نے کہا:

"تم جیسا آدمی نہ وَطَن سے نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ خدا کی قسم تم تو یہاں کے رہنے والوں کی سجاوٹ ہو' مہمانوں کی خاطر تواضع

Marfat.com

کرتے ہو، غریبوں اور محتاجوں کو کما کر دیتے ہو یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے ہو، دکھی لوگوں کے دُکھ دور کرنے کی کوشش کرتے ہو اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہو۔ واپس چلو میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔"

مکّہ واپس آگئے

پھر ابنُ الدَّغِنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکّہ آئے اور اعلان کیا کہ میں نے ابو قُحافہ کے بیٹے کو پناہ دی ہے۔ اب کوئی ان کو نہ ستائے۔ پھر قریش کے کافر سرداروں سے ملے اور ان سے کہا کہ تم پر افسوس ہے کہ ایک ایسے شریف اور نیک دِل انسان کو شہر سے نکالتے ہو جو مہمانوں کی بے حد خاطر تواضع کرنے والا، رشتہ داروں، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنے والا اور مصیبت میں لوگوں کے کام آنے والا ہے۔

قریش کے سرداروں نے ابنُ الدَّغِنہ سے کہا کہ ہم تمہاری پناہ کو اس شرط پر مانیں گے کہ ابو بکر اپنے گھر کے اندر جس طرح جی چاہے، اپنے رَبّ کی عبادت کریں اور جو چاہیں پڑھیں لیکن اونچی آواز سے قرآن نہ پڑھیں نہ گھر کے اندر اور نہ گھر کے باہر کیونکہ اس طرح ہماری عورتوں اور بچّوں پر اس کا اثر پڑے گا۔

ابنُ الدَّغِنَہ نے ان کی یہ شرط مان لی اور حضرت ابُو بَکر رضی اللہ عنہ نے بھی

Marfat.com

ان کے کہنے پر وعدہ کیا کہ میں اپنے رَبّ کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کروں گا۔

گھر میں مسجد بنالی

اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ گھر کے اندر ہی اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے گھر کے احاطے میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا لی۔ اسی میں نماز پڑھتے اور وہیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ ان کا دل بہت نرم تھا۔ قرآنِ پاک پڑھتے تو طبیعت پر ایسا اثر پڑتا کہ بے اختیار رونے لگتے۔ اتنا روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتیں۔ ان کے رونے کی آواز سن کر لوگ گھروں سے نکل آتے یا راستہ چلتے چلتے رُک جاتے اور کھڑے ہو کر قرآن سننے لگتے۔ ان لوگوں میں عورتیں بھی ہوتی تھیں اور بچّے بھی۔ اللہ کا کلام سن کر ان پر بہت اثر ہوتا۔

پناہ واپس کر دی

مکّہ کے کافروں نے جب دیکھا کہ ان کے بچّے اور عورتیں بہت شوق سے قرآن سنتے ہیں تو وہ دل میں ڈرے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچّے مسلمان نہ ہو جائیں۔ انہوں نے ابن الدُّغنہ کو بُلا بھیجا اور ان سے شکایت کی کہ ابو بکرؓ بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری

Marfat.com

عورتیں اور بچّے اس کی وجہ سے اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھیں۔ ابوبکر کو ایسا کرنے سے منع کرو اگر وہ یہ کام علانیہ کرنا چاہتے ہیں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس کر دیں۔ ہم تمہاری پناہ کو توڑنا نہیں چاہتے۔

اِبنُ الدَّغِنہ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا:

"ابوبکر! تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت اور حمایت کا ذمہ لیا تھا اس لیے یا تو تم اس شرط کی پابندی کرو یا میری پناہ واپس کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی اور میری پناہ کو توڑ ڈالا گیا۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

"میں تمہاری پناہ تم کو واپس کرتا ہوں۔ میں اپنے اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔"

اِبنُ الدَّغِنہ نے قریش کے سرداروں کے پاس جاکر کہہ دیا کہ ابوبکر نے میرا ذمہ واپس کردیا ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا آدمی۔

(چند سال کے بعد ابنُ الدَّغِنہ مسلمان ہوگئے اور عرب کے مسلمان بہادروں میں شمار ہوئے۔)

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ کی ڈھال بن گئے

ابنِ الدّغنہ کی پناہ واپس کرنے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے کی طرح زور شور سے اسلام کی اشاعت کرنے لگے۔ ساتھ ہی وہ رسولِ پاک ﷺ کی حمایت میں ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھے رہتے تھے۔ کافروں نے کئی بار اُن کو بہت تکلیفیں پہنچائیں لیکن اُن کا ایمان بہت پکا تھا۔ وہ کبھی گھر میں خاموش بیٹھ رہنے کا خیال تک دل میں نہ لائے اور علانیہ اسلام کی اشاعت اور رسولِ پاک ﷺ کی حمایت کرتے رہے۔

ایک دن رسولِ پاک ﷺ کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر عُقبہ بن ابی مُعَیط آگے بڑھا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر اسے بَل دینے شروع کر دیئے۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح آپ ﷺ کا گلا گھونٹ کر آپؐ کو شہید کر دے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں آپہنچے۔ انہوں نے دھکا دے کر عُقبہ کو پیچھے ہٹایا اور اس کو ملامت کی کہ تم ایک ایسے انسان کی جان صرف اس لیے لینا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس پر عقبہ اور وہاں پر موجود دوسرے کافروں نے ان کو مار مار کر زخمی کر دیا۔ اسی طرح کئی اور موقعوں پر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ کافر رسولِ پاک ﷺ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ خود مار کھا لی لیکن رسولِ پاک ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ کی سچائی پر پکا ایمان

نُبُوّت کے بارھویں سال معراج کا واقعہ پیش آیا جس میں ایک روز رات کے وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے رسولِ پاک ﷺ کو بَیتُ المُقدس لے گیا۔ یہ شہر مکّہ سے سینکڑوں میل دور ہے۔ پھر وہاں سے اوپر لاکر آسمانوں کی سیر کرائی' جنت اور دوزخ کا نظارہ کرایا اور بہت سے عجائبات دکھائے اس کے بعد واپس آپؐ کو اسی جگہ بھیج دیا جہاں آپ ﷺ سوئے تھے۔ یہ سب کچھ ایک ہی رات میں ہوگیا۔ صبح کو آپ ﷺ نے یہ واقعہ کافروں کے سردار ابوجہل اور کچھ دوسرے کافروں کے سامنے بیان کیا تو وہ آپ ﷺ کی ہنسی اڑانے لگے کہ تمہارے دماغ کو کچھ ہوگیا ہے جو ایسی انہونی باتیں کررہے ہو۔ پھر وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ تمہارے دوست محمدؐ اس قسم کی باتیں کررہے ہیں کیا کوئی عقل والا آدمی ایسی باتیں مان سکتا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا' اگر محمد ﷺ نے واقعی یہ باتیں کی ہیں تو وہ ضرور سچّے ہیں اور مجھے ان کے سچّے ہونے میں ذرا بھی شک نہیں کیونکہ سچ کے سوا کبھی کوئی بات آپ ﷺ کی زبان مبارک پر نہیں آتی۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے پوچھا' یارسول اللہ! کیا واقعی آپ نے ایسا فرمایا ہے؟

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فوراً عرض کیا: جو کچھ آپ نے فرمایا ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ آپ بالکل سچّے ہیں۔

اس وقت بہت سے کافر بھی وہاں جمع تھے۔ ان میں سے کئی آدمی بَیتُ المُقدِس دیکھ چکے تھے جبکہ اس رات سے پہلے رسولِ پاک ﷺ کبھی بَیتُ المَقدِس نہیں گئے تھے۔ کافروں کا منہ بند کرنے کے لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسولِ پاک ﷺ سے درخواست کی کہ آپ بَیتُ المَقدِس کا نقشہ بیان کریں۔ آپ ﷺ نے اسی وقت بَیتُ المُقدِس کا صحیح صحیح نقشہ اس طرح بیان کر دیا جیسے وہ آپ کے سامنے موجود ہے۔ اس پر کافر حیران رہ گئے اور شرمندگی سے منہ چھپا کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صِدّیق کا لقب اسی لیے ملا کہ انہوں نے اس موقع پر بھی اور دوسرے موقعوں پر بھی ہمیشہ رسولِ پاک ﷺ کی تصدیق کی یعنی آپ ﷺ کے سچّے ہونے کی گواہی دی۔

Marfat.com

وطن چھوڑنے کی تیاری

مکّہ کے شمال میں چار سو پچپن کلومیٹر کے فاصلے پر مدینہ کا شہر ہے۔ اس زمانے میں یہ ایک قصبہ تھا جو یثرب کے نام سے مشہور تھا۔ نبوّت کے گیارھویں سال وہاں کے چھ نیک آدمی حج کے لیے مکّہ آئے۔ اتفاق سے ان کی ملاقات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً مسلمان ہوگئے۔ یثرب واپس جاکر انہوں نے دوسرے لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو نیک طبیعت کے کچھ اور آدمی بھی اسلام قبول کرنے پر تیار ہوگئے چنانچہ اگلے سال یثرب سے بارہ آدمی مکّہ آئے۔ ان میں سے پانچ وہی تھے جو پچھلے سال اسلام قبول کر چکے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو باقی سات نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلی۔ بیعت کرنے کا مطلب ہے کسی کو اپنا سردار مان کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینا اور پوری پوری فرمانبرداری اور وفاداری کا عہد کرنا۔ اُن کی خواہش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پیارے ساتھی حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی تبلیغ کے لیے یثرب بھیجا۔ ان کی کوششوں سے یثرب کے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔ نبوّت کے تیرھویں سال یثرب سے پچھتّر مسلمان مکّہ آئے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس یثرب آجائیں۔ ہم مرتے دم

Marfat.com

تک آپ کی حفاظت اور مدد کریں گے۔ رسولِ پاک ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرما لی اور ان کو بتا دیا کہ پہلے دوسرے مسلمان یہاں سے یثرب جائیں گے۔ پھر جب اللہ کا حکم ہو گا میں بھی تمہارے پاس آجاؤں گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کو مکّے سے یثرب کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی' ہجرت کا مطلب ہے' جدائی' وطن کا چھوڑنا' (یا رسولِ پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ اور صحابیاتؓ کا مکہ سے مدینہ جانا۔) حضور ﷺ کی ہدایت پر چند ایک کے سوا سب مسلمان اڑھائی مہینوں کے اندر اندر مکہؐ سے ہجرت کر کے یثرب چلے گئے۔ اُسی زمانے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ذرا یہیں رُکو کیونکہ امید ہے کہ (اللہ کی طرف سے) مجھے بھی جانے کی اجازت مل جائے گی۔" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان' کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ اس پر حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رُک گئے تاکہ حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کریں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار حضور ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت چاہی لیکن ہر مرتبہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا "جلدی نہ کرو' شاید اللہ تمہیں ایک ساتھی عطا کر دے۔" اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ امید ہو گئی کہ وہ ساتھی حضور ﷺ خود

Marfat.com

ہوں گے۔ اس کے بعد انہوں نے دو اونٹنیاں خریدیں اور ان کو کِھلا پِلا کر خوب تیار کرلیا۔

Marfat.com

ہمیشہ کے لیے وطن چھوڑتے ہیں

مکّہ کے کافروں نے جب دیکھا کہ مسلمان اب ایک ایسی جگہ جارہے ہیں جہاں ان کے ظلم کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچ سکے گا اور پھر وہ یثرب کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر بہت طاقتور ہو جائیں گے تو ان کو سخت غُصّہ آیا۔ ایک دن انھوں نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنا ایک ایک آدمی دے پھر یہ سب آدمی مل کر فلاں رات کو رسولِ پاک ﷺ کو شہید کر ڈالیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ یہ اجازت اُس دن ملی جس کے بعد آنے والی رات کو کافروں نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

رسولِ پاک ﷺ کو حضرت ابوبکرؓ سے اس قدر محبت تھی کہ آپؐ ہر روز صبح و شام ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے لیکن جس دن آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی اس دن آپؐ دوپہر کو چہرۂ مبارک پر کپڑا لپیٹے ہوئے حضرت ابوبکر ﷺ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے ان کو کسی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ چہرہ ڈھانکے ہوئے اس وقت تشریف لائے ہیں تو وہ حیران ہو کر بولے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور کوئی خاص بات ہے کہ آپ ﷺ (شام کی بجائے) اس وقت تشریف لائے ہیں۔" اتنے میں حضور ﷺ نے اندر

Marfat.com

آنے کی اجازت مانگی۔ اجازت پاکر آپ اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اپنے پاس سے سب کو ہٹا دو۔

اس وقت گھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی بیٹیوں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ یہاں کوئی غیر نہیں ہے، صرف میری دونوں بیٹیاں ہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، ”میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی عزت حاصل ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ رونے لگے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اس دن مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ کوئی شخص حد سے زیادہ خوشی سے بھی روتا ہے۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں نے دو اونٹنیوں کو کھلا پلا کر تیار کر رکھا ہے، ان میں سے ایک آپ لے لیں۔

آپؐ نے فرمایا: ”مگر قیمت دے کر لوں گا۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص عبداللہ بن اُرَیقِط کو اُجرت پر راستہ دکھانے کے لیے مقرر کیا۔ اُجرت کا مطلب ہے مزدوری۔ یہ شخص مسلمان تو نہیں تھا مگر بڑا

Marfat.com

بھروسے کا آدمی تھا اور تمام راستوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں کہ جس وقت اور جہاں ہم تمہیں بلائیں، انہیں لے کر وہاں پہنچ جانا۔ پھر رسولِ پاک ﷺ اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔

رات ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرما کر اپنے بستر پر سُلا دیا کہ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں رکھی ہوئی ہیں یہ سب ان کے مالکوں کو واپس کر دینا اور بعد میں یثرب آجانا۔ اس وقت کافروں نے آپ ﷺ کے مکان کو گھیر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آپ قرآن مجید کی آیتیں پڑھتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل کر سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ پہلے ہی چلنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ ان کی بیٹیوں نے جلد جلد سفر کا سامان تیار کیا۔ مشکیزے میں پانی بھرا اور ایک برتن میں کھانا رکھ دیا۔ جب اس کا منہ باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسماءؓ کو حکم دیا کہ بیٹی اپنا کمر بند پھاڑ کر ایک ٹکڑے سے کھانے کے برتن کا منہ باندھ دو اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت کی کہ ہم فلاں جگہ قیام کریں گے تم سارا دن مکّہ کے لوگوں میں گزارنا اور رات کو ہمارے پاس آکر دن بھر کی خبریں سنا دیا کرنا۔ ساتھ ہی اپنے خادمِ حضرت عامر

Marfat.com

بن فُہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم ہر روز کی طرح ہماری بکریاں چراتے رہنا اور رات گئے ہمارے پاس آکر ان کا دودھ ہمیں دے دیا کرنا۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا اپنے ساتھ لیا اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کو جانا تو شمال کی طرف تھا مگر وہ اس خیال سے جنوب کی طرف روانہ ہوئے کہ کافر ان کو شمال کی طرف تلاش کرتے رہیں گے۔ جب تک ان کی تلاش جاری رہے گی وہ قریبی پہاڑ کے ایک غار میں ٹھہریں گے۔ جب کافر تھک ہار کر واپس چلے جائیں گے تو وہ غار سے نکل کر یثرب کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔

Marfat.com

ہجرت کا سفر

وہ مشہور پہاڑ جس کے ایک پرانے غار میں رسولِ پاک ﷺ نے ٹھہرنے کا ارادہ فرمایا تھا' اس کا نام جَبَلِ ثَور یعنی ثَور کا پہاڑ ہے۔ یہ مکّہ کے جنوب مشرق میں تقریباً پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جس غار میں آپ ﷺ ٹھہرے اس کو پہاڑ کے نام کی وجہ سے غارِ ثَور یعنی ثَور کا غار کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے مکّہ سے نکل کر ثَور پہاڑ کا رخ کیا تو حضرت ابو بکرؓ کبھی رسولِ پاک ﷺ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے ہو جاتے۔ حضور ﷺ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول! جب میرے دل میں خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن سامنے سے نہ آجائے تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب یہ شک ہوتا ہے کہ شاید کوئی دشمن ہمارا پیچھا کر رہا ہے تو پیچھے ہو جاتا ہوں۔"

غارِ ثَور میں قیام

رات کے اندھیرے میں پتھریلی زمین پر چلنے سے دونوں ساتھیوں کے پاؤں زخمی ہو گئے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسولِ پاک ﷺ کی تکلیف کو نہ دیکھ سکے اور آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اسی طرح چلتے ہوئے پہاڑ تک پہنچ گئے۔ غارِ ثَور بہت بلندی پر تھا۔ بڑی مشکل سے اس کے

Marfat.com

منہ تک پہنچے۔ اُس وقت حضرت ابوبکرؓ نے رسولِ پاک ﷺ کو قسمؑ دے کر التجا کی "یارسول اللہ پہلے مجھے غار کے اندر جانے دیجئے تاکہ میں اسے آپ کے لیے صاف کردوں۔"

پھر وہ غار کے اندر گئے۔ اسے صاف کیا اور جہاں کہیں کوئی سوراخ یا بِل نظر آیا، اس کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا۔ یہاں تک کہ صرف ایک بِل باقی رہ گیا لیکن اس کو بند کرنے کے لیے چادر کا کوئی ٹکڑا نہ بچا۔ اب انہوں نے رسولِ پاک ﷺ سے درخواست کی کہ آپ غار کے اندر تشریف لے آیئے۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ جو بِل بند نہ کیا جا سکا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سامنے اپنے پاؤں کی ایڑی جما دی تاکہ کوئی سانپ یا بچھوُ اس میں سے نکل کر حضور ﷺ کو کاٹ نہ لے۔ یہ ایک سانپ کا بِل تھا اس نے حضرت ابوبکرؓ کی ایڑی کو ڈس لیا۔ انہوں نے بڑے صبؔر سے یہ تکلیف برداشت کی اور ہلے نہیں کہ کہیں حضورؐ جاگ نہ پڑیں لیکن جب درد بہت بڑھ گیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ ایک قطرہ حضور ﷺ کے رخسارِ مبارک پر پڑا تو آپؐ بیدار ہو گئے اور پوچھا' اے ابوبکر! کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ مجھے سانپ نے ڈس لیا۔ آپ نے اسی وقت اپنے مبارک منہ کا لعاب اس جگہ لگایا' جہاں سانپ نے کاٹا تھا۔ اس کی برکت سے زہر کا اثر فوراً دُور ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر چھاپا

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو دشمنوں کے گھیرے سے نکل آئے مگر کافر یہی سمجھتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر سو رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت انہیں معلوم ہوا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل گئے ہیں۔ اب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا اور ان سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، مجھے کچھ معلوم نہیں۔ کافروں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت سختی کی لیکن انہوں نے کچھ نہ بتایا۔ پھر ابوجہل چند آدمیوں کو ساتھ لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تمہارا باپ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا، مجھے خبر نہیں۔ اس پر ابوجہل نے ان کو اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی دور جا گری۔ پھر وہ لوگ بکتے جھکتے وہاں سے چلے گئے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری جگہوں پر تلاش کرنے لگے۔

دشمن سر پر آ پہنچے

کافروں کو یقین تھا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

یثرب کی طرف گئے ہیں۔ اس لیے پہلے انہوں نے شمالی پہاڑوں اور راستوں کی طرف ان کو تلاش کیا۔ جب وہاں نہ ملے تو کافر جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور کھوجیوں کی مدد سے غارِ ثَور کے منہ پر پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظران پر پڑی تو وہ بہت گھبرائے اور انہوں نے روتے ہوئے کہا:

"یارسولَ اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کافر ہمارے سر پر آپہنچے ہیں۔ خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ کہیں میری آنکھوں کے سامنے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔"

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے"

اس بات کا ذکر قرآنِ پاک کی سورۃ توبہ میں اس طرح کیا گیا ہے۔

اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

(یعنی جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ (رسول اللہ) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے، غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے) اس وقت اللہ نے کافروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ وہ غار کے اندر نہ دیکھ سکے اور واپس چلے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا اس کو دیکھ کر کافروں نے یہی سمجھا کہ غار کے اندر کوئی نہیں گیا۔ اس لیے وہ واپس

Marfat.com

چلے گئے۔

غار کی تین راتیں اور تین دن

رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غارِ ثور کے اندر تین دن اور تین رات ٹھہرے۔ حضرت عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ روزانہ بکریاں چراتے چراتے شام کو غار کے منہ پر آجاتے اور بکریوں کا دودھ دوہ کر رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پلا آتے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت اسماءؓ روزانہ رات کو تازہ کھانا پہنچا دیتی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ رات کو غار میں پہنچ کر دن بھر کی خبریں سناتے اور رات غار میں گزار کر فجر ہونے سے پہلے پہلے مکّہ واپس چلے جاتے۔

غارِ ثور سے روانگی

تیسری رات کے آخری حصے میں عبداللہ بن اُرَیقِط دونوں اونٹنیوں کو لے کر غار کے منہ پر پہنچ گیا۔ حضرت عامر بن فُہیرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بھی اپنی بکریاں چھوڑ چھاڑ رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ جانے کے لیے وہاں پہنچ گئے۔ بعض کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ جب حضور ﷺ غار سے چلنے لگے تو حضرت اسماءؓ بھی تازہ کھانا ایک تھیلے میں لے کر وہاں پہنچ گئیں مگر اس کو باندھنے کے لیے کوئی چیز لانے کا انہیں خیال نہ رہا۔ اُس زمانے میں

Marfat.com

عورتیں اپنی کمر کے گرد ایک کپڑا لپیٹا کرتی تھیں۔ اسے نِطاق (یعنی کمربند) کہتے تھے۔ حضرت اسماءؓ نے اپنا نِطاق کھول کر اسے پھاڑا اور اس کے ایک حصے سے کھانے والے تھیلے کا منہ باندھ کر اسے کجاوے کے ساتھ لٹکا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے روانہ ہوئے تھے۔

اب یہ قافلہ اس طرح روانہ ہوا کہ ایک اونٹنی پر رسولِ پاک ﷺ سوار تھے اور دوسری پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عامرؓ بن فُہَیرہ آگے آگے عبداللہ بن اُرَیقِط راستہ دکھانے کے لیے پیدل چل رہا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ غارِ ثَور سے روانہ ہونے کا حال اس طرح بیان کیا کہ "ہم دوسرے دن دوپہر تک چلتے رہے۔ جب گرمی تیز ہوگئی تو میں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی کہ کہیں سایہ ہے کہ نہیں۔ مجھے ایک لمبی چٹان نظر آئی جس کے نیچے سایہ تھا۔ ہم وہاں پہنچے۔ میں نے چٹان کے نیچے جاکر دونوں ہاتھوں سے زمین صاف کی۔ پھر وہاں اپنی پوستین بچھا کر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ آرام فرمالیں۔ (پوستین بالوں والی کھال یا چمڑے کے کُرتے کو کہتے ہیں۔) پھر میں ہر طرف دیکھتا رہا کہ کہیں کوئی ہمارے پیچھے تو نہیں آرہا ہے۔ اتنے میں ایک لڑکا بکریاں چَراتا ہوا' ادھر آنکلا۔ میں نے اس سے کہا' کیا تم ہمارے لیے اپنی کسی بکری کا دودھ نکال دو گے؟ اس نے کہا' ہاں۔ میں نے ایک بکری کے تھن اور اس لڑکے کے ہاتھ

Marfat.com

صاف کرا کے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکلوایا۔ اس کے بعد مشکیزے سے تھوڑا سا پانی لے کر اس میں ڈالا تاکہ ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر اسے لے جا کر رسول اللہ ﷺ کو پلایا۔"

جب سورج ڈھل گیا اور دھوپ کی تیزی کم ہو گئی تو پھر یہ قافلہ وہاں سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک اونٹنی پر رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار تھے اور دوسری پر حضرت عامر بن فُہَیرہ۔ آگے آگے عبداللہ بن اُرَیقِط چل رہا تھا۔

دُشمن پیچھا کرتا ہے

ادھر مکّہ کے کافروں نے اعلان کیا کہ جو شخص مُحمّدؐ (ﷺ) اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دے یا پکڑ کر لے آئے اسے ہر ایک کے لیے سَو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ (یعنی دونوں کے لیے دو سَو اونٹ) ایک صحرائی قبیلے بنو مُدلج کے سردار سُراقہ کو اس اعلان کی خبر ہوئی تو اس نے ہتھیار لگائے۔ نیزہ ہاتھ میں لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ یہ بڑے ڈیل ڈول کا آدمی تھا اور لوگ اس کو بہت بہادر سمجھتے تھے۔ سُراقہ کو کسی شخص نے آکر بتایا تھا کہ اس نے فلاں جگہ کچھ آدمی جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے مکّہ والوں نے انعام کا اعلان کیا ہے۔ اس لیے اس

Marfat.com

نے اپنے گھوڑے کا رُخ اس راستے کی طرف موڑ دیا جس کی خبر اس کو دی گئی تھی۔ جلد ہی وہ گھوڑا اڑاتا رسولِ پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے قریب جا پہنچا۔ اس وقت یکایک اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اٹھ کر دوبارہ سوار ہوا اور گھوڑا آگے بڑھایا۔ ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار ہر طرف مڑ کر دیکھتے جاتے تھے۔ ان کی نظر سُراقہ پر پڑی تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

"یارسولَ اللہ ﷺ! ہمارا پیچھا کرنے والا بہت قریب آگیا ہے۔"

اس پر آپ ﷺ نے دعا کہ اے اللہ! ہمیں اس کی شرارت سے بچا۔ اللہ کی قدرت، اسی وقت سُراقہ کا گھوڑا ریت میں پیٹ تک دھنس گیا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ گھوڑا پاؤں باہر نکالے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اب اس نے دل میں سوچا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ ایسے نیک لوگوں کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اس نے پکار کر کہا "مجھے معاف کر دیجیے" میں سُراقہ ہوں، آپ مجھے موقع دیں کہ میں آپ سے بات کروں۔ خدا کی قسم میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور نہ کوئی ایسی بات کروں گا جو آپ کو پسند نہ ہو۔" اس پر حضور ﷺ نے دعا کی تو گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے۔ اب سُراقہ نے آپ ﷺ کے قریب پہنچ کر کافروں کے اعلان کی خبر آپ کو سنائی اور کہا کہ راستے کے لیے جس شے کی آپ کو ضرورت ہو، وہ میں پیش کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ بس

Marfat.com

تم اتنا کرو کہ ہمارے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانا اور کسی کو ہم تک پہنچنے نہ دینا۔ سُراقہ نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ اب وہ واپس چلا۔ راستے میں جو بھی حضور ﷺ کی تلاش میں آتا ہوا ملتا اس سے کہتا' واپس جاؤ' وہ ادھر نہیں ہیں' میں ہر طرف تلاش کر چکا ہوں۔

(یہ سُراقہ چند سال کے بعد مسلمان ہو گئے۔ یہ ایک الگ کہانی ہے۔)

اُمِّ مَعبَدؓ کے خیمے پر

رسولِ پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی سفر کرتے ہوئے قُدَید کے علاقے سے گزرے تو ان کا گزر ایک نیک عورت کے خیمے پر ہوا۔ اس کا نام تو عاتکہ تھا لیکن وہ اپنی کنیت اُمِّ مَعبَد سے مشہور تھی۔ وہ قُدَید سے گزرنے والے مسافروں کی خوش دلی سے خدمت کیا کرتی تھی۔ پانی' دودھ' گوشت' کھجوریں جو چیز بھی اس کے پاس ہوتی' مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا کرتی تھی۔ یوں اس کی مہمان نوازی کی دور دور تک شہرت ہو گئی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی شہرت سن رکھی تھی۔ ان کو یقین تھا کہ اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی نہ کوئی چیز ضرور مل جائے گی۔ جو کھانا وہ ساتھ لائے تھے وہ ختم ہو چکا تھا اور اب سب کو بھوک لگ رہی تھی۔ ان دنوں قُدَید کے علاقے میں قحط پڑا ہوا تھا اور اُمِّ مَعبَد بڑی تنگی ترشی سے گزر کر رہی تھی چنانچہ قافلہ جب اُمِّ مَعبَد کے خیمے کے سامنے رکا اور اس سے پوچھا

Marfat.com

گیا کہ دودھ، گوشت یا کھجوریں کوئی چیز اس کے پاس ہے تو اس نے کہا:

”خدا کی قسم اس وقت کوئی چیز ہمارے گھر میں آپ لوگوں کو پیش کرنے کے لیے نہیں ہے، اگر ہوتی تو فوراً پیش کر دیتی۔“

اتنے میں رسولِ پاک ﷺ کی نظر ایک مریل سی بکری پر پڑی جو خیمے کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔ آپ نے اُمِّ مَعْبَدَ سے فرمایا، مَعْبَدَ کی ماں! اگر اجازت ہو تو اس بکری کا دودھ دوہ لیں۔

اس نے جواب دیا: اگر یہ دودھ دیتی تو میں خود آپ کی خدمت میں پیش کر دیتی یہ بے چاری تو اتنی کمزور ہے کہ چرنے کے لیے جنگل بھی نہیں جا سکتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جیسی بھی ہو تم دوہنے کی اجازت دو۔

اس نے کہا: آپ اس میں کچھ بھی دودھ پائیں تو ضرور دوہ لیں۔

اب وہ بکری آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی۔ آپؐ نے پہلے اس کے پاؤں باندھے اور پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی، الٰہی اس عورت کی بکریوں میں برکت دے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر بکری کے تھنوں کو چھُوا۔ اللہ کی قدرت وہ فوراً دودھ سے بھر گئے۔ آپؐ نے ایک بڑا برتن منگا

Marfat.com

کر اس میں دودھ دوہنا شروع کیا۔ جب برتن بھر گیا تو آپ نے یہ دودھ اُمِ مَعْبَد اور اپنے ساتھیوں کو پلایا جب وہ سیر ہوگئے تو آخر میں آپؐ نے خود پیا۔ اس کے بعد دوبارہ دودھ دوہ کر برتن کو کناروں تک بھر دیا۔ پھر اسے اُمِ مَعْبَد کے حوالے کر دیا اور فرمایا جب معبد کا باپ (بکریاں چَرا کر) گھر واپس آئے تو یہ دودھ اسے دے دینا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے روانہ ہوگئے۔

تھوڑی دیر کے بعد اُمِ مَعْبَد کا شوہر اپنی بکریاں چَرا کر واپس آیا تو خیمے میں دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا۔ بیوی سے پوچھا' یہ دودھ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا کہ ایک برکت والا مہمان یہاں آیا تھا۔ پھر سارا واقعہ بیان کیا۔ شوہر نے کہا' ذرا اس کا حُلیہ تو بیان کرو۔ اُمِ مَعْبَد نے آپ ﷺ کا پیارا حُلیہ بیان کیا تو وہ پکار اٹھا کہ خدا کی قسم یہ تو قریش کے وہی صاحب تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہے ہیں اگر میں ان سے ملتا تو ان سے درخواست کرتا کہ مجھے بھی اپنا ساتھی بنا لیں۔ کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور اسلام قبول کرلیا۔

یثرب میں رسولِ پاک ﷺ کا انتظار

اُدھر یثرب کے لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو چکی تھی کہ رسولِ پاک ﷺ مکہ چھوڑ چکے ہیں اور ان کے پاس تشریف لا رہے ہیں۔ یثرب کے

Marfat.com

مسلمانوں کو انصار کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے مددگار اور حامی۔ ان کے دو بڑے قبیلے تھے ----- ایک کا نام خَزرَج تھا اور دوسرے کا اَوس۔ دونوں قبیلوں کے اکثر لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ چونکہ ان نیک لوگوں نے رسولِ پاک ﷺ کو سچّے دل سے اپنی مدد اور حمایت کا یقین دلایا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو انصار کا لقب دیا۔ انصار بڑی بے چینی سے رسولِ پاک ﷺ کا انتظار کررہے تھے۔ وہ روز صبح سویرے شہر سے باہر نکل کر آپ ﷺ کی راہ دیکھتے اور جب دھوپ بہت تیز ہو جاتی تو واپس چلے جاتے تھے۔

رسولِ پاک ﷺ قُباء پہنچ گئے

ایک دن جب دوپہر کو لوگ آپ ﷺ کا انتظار کرکے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے کہ رسولِ پاک ﷺ اور آپؐ کے ساتھی آٹھ دن کے سفر کے بعد قباء کے قریب پہنچ گئے۔ قباء یثرب کے جنوب مغرب میں تقریباً چار کلو میٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا جس میں انصار کے قبیلہ اَوس کی ایک شاخ کے لوگ آباد تھے۔ ان لوگوں کو آپ ﷺ کے آنے کی خبر ہوئی تو ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے زور سے نعرۂ تکبیر "اللہ اکبر" بلند کیا اور ہتھیار باندھ کر آپ ﷺ کے استقبال کے لیے دوڑ پڑے۔

اِدھر رسولِ پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری سے اُتر کر

Marfat.com

کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ پہلے تو قباء کے انصار حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرتے رہے کیونکہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بہت سے بال سفید ہو چکے تھے جبکہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے بال بالکل سیاہ تھے لیکن جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے کے لیے اپنی چادر تان کر کھڑے ہوگئے۔ اس وقت ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول کون ہیں۔ پھر وہ سب زیارت اور سلام کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے۔ اتنے میں یثرب سے بھی بہت سے مسلمان آپہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چُومنے کی عزت حاصل کی۔ اس کے بعد قباء کے انصار رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو گاؤں کے اندر لے گئے۔ قباء میں آپ چودہ دن تک ٹھہرے۔ اس عرصے میں آپؐ نے وہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی۔ اس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپؐ کا ہاتھ بٹایا۔ یہ پہلی مسجد تھی جس میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ اس مسجد کا ذکر قرآنِ پاک میں بھی آیا ہے۔ یہ مسجد اب بھی موجود ہے اور اس کی عمارت بہت شاندار بن گئی ہے۔

قُباء سے روانگی

پندرھویں دن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء سے یثرب جانے کا ارادہ

Marfat.com

فرمایا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ ﷺ دن چڑھے اونٹنی پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھا لیا۔ کچھ دور چل کر انصار کی ایک شاخ "بنو سالم" کی بستی میں پہنچے تو جمعہ کی نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ سواری سے اترے، خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ سَو آدمی نماز میں شریک تھے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوکر آگے روانہ ہوئے۔

یثرِب نبی ﷺ کا شہر بن گیا

یثرب کے مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ آپ قباء سے ان کے پاس تشریف لا رہے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ ہتھیار سجا کر راستے کے دونوں طرف صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے اور بڑے جوش سے آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ شہر میں جشن کا سماں تھا۔ گھروں کی چھتیں عورتوں سے پٹی پڑی تھیں، ننھی ننھی بچیاں دَف بجا بجا کر آپ ﷺ کی تعریف میں گیت گا رہی تھیں۔ لڑکے بالے اچھل کود رہے تھے اور "اللہ اکبر، اللہ اکبر، رسول اللہ آگئے، رسول اللہ آگئے" کے نعرے لگا رہے تھے جس محلّے سے آپ گزرتے وہاں کے معزّز لوگ آپ کی اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے تھے:

"اے اللہ کے رسول! ہمارے مہمان بن کے ہمیں عزت بخشیے۔"

آپ ﷺ ان کو دعا دیتے اور فرماتے، میری اونٹنی کو چھوڑ دو جس

Marfat.com

گھر کے سامنے یہ بیٹھ جائے گی، وہیں میرا قیام ہوگا۔ آخر اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے سامنے رکی اور انہیں ہی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مہمان بنانے کی عزت حاصل ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک اور صاحب حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مہمان بنایا۔ ان کا مکان شہر کے قریب ایک چھوٹی سی بستی سُنح میں تھا۔ اسی دن سے یثرب کا نام "مَدِیْنَۃُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم" پڑ گیا۔ اس کے معنی ہیں۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مَدِیْنَۃُ النَّبِی" مختصر ہو کر صرف "مدینہ" رہ گیا۔ اب ہم بھی اگلے صفحوں میں اس پاک شہر کا ذکر "مدینہ" ہی کے نام سے کریں گے جس سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اسی سال سے ہجری سَن شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد مسلمان اسی کے مطابق تاریخوں کا حساب کرنے لگے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ہجرت کے بعد

مدنی زندگی

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے ان کی عمر پچاس سال سے کچھ اوپر تھی۔ اس کے بعد انہوں نے باقی زندگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی پاک شہر میں گزاری۔ اسی لیے ہم اس زمانے کو شہر مدینہ کی نسبت سے ان کی مدنی زندگی کہتے ہیں۔ اب ہم ان کی مدنی زندگی کے خاص خاص واقعات بیان کرتے ہیں۔

مسجد بنانے میں حصہ لیا

ہجرت کے بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا۔ اس کے لیے جو زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائی اس کے مالک دو یتیم لڑکے تھے۔ ان لڑکوں اور ان کی والدہ نے یہ زمین قیمت لیے بغیر دینی چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات پسند نہ فرمائی۔ اس کی جو قیمت مقرر ہوئی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کر دی۔ اس کے بعد مسجد بننی شروع ہوئی تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ

Marfat.com

نے بھی اس کے بنانے میں بڑے شوق سے حصّہ لیا اور اینٹیں گارا وغیرہ ڈھوتے رہے۔ یہ ایک سادہ سی مسجد تھی جو مسجدِ نبوی (نبی ﷺ کی مسجد) کے نام سے مشہور ہوئی۔ آج کل یہ بہت بڑی عالی شان مسجد ہے۔

گھر والوں کو مدینے بلا لیا

اسی زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو پیغام بھیجا کہ اپنی بہن اسماءؓ دوسری بہن عائشہؓ اور ان کی والدہ اُمِ رومانؓ کو ساتھ لے کر مدینہ آجاؤ یہ چاروں مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسماءؓ کی والدہ قتیلہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ (طلاق دے دی تھی) والد کا پیغام ملنے پر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اُمِ رومانؓ، حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کے ساتھ مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قُحافہ اور دوسرے بیٹے عبدالرّحمان نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا' اس لیے وہ مکّہ ہی میں رہے۔ والدہ حضرت اُمُّ الخیرؓ مسلمان ہو چکی تھیں لیکن شوہر بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی نظر بھی جاتی رہی تھی اس لیے ان کی دیکھ بھال کے لیے وہ بھی مکّہ ہی میں رہیں۔

Marfat.com

بھائی چارا

ہجرت کے چند ماہ بعد رسولِ پاک ﷺ نے مہاجرین (یعنی وہ مسلمان جو مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے) اور انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو سر آنکھوں پر بٹھایا اور ان سے سگے بھائیوں جیسا سلوک کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ وہ قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو حارث بن خزرج کے رئیس تھے۔

سخت بیمار ہو گئے

شروع شروع میں مہاجرین کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور بہت سے اصحاب کو بخار آنے لگا۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ ان کو اتنا سخت بخار ہوا کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ حضرت عائشہؓ والد کی یہ حالت دیکھ کر رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اسی وقت دعا کی۔

"اے اللہ! تو مکّہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر، اس کو بیماریوں سے پاک

Marfat.com

فرما، اس کے صاع اور مُد (خشک چیزیں تولنے یا ناپنے کے پیمانے) میں برکت دے اور اس کے بخار کو جُحفہ کی طرف بھیج دے۔"

(جُحفہ، مدینہ کے جنوب میں ۲۸۲ کلومیٹر دور ایک ویران جگہ تھی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بخار اتر گیا اور مدینہ کی آب و ہوا مہاجرین کے لیے مکہ سے بھی زیادہ اچھی ہوگئی۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ

مدینہ پہنچ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزی کمانے کے لیے کپڑے کی تجارت کرتے تھے لیکن وقت کا زیادہ حصہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بیمار پرسی یا ماتم پرسی کے لیے کہیں تشریف لے جاتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے لیتے تھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں سے لڑنے یا کسی دوسری ضرورت کے لیے سفر پر جاتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپؐ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ وہ نہ صرف دن کے وقت بلکہ رات کو بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی کافی رات گزر جانے کے بعد گھر جاتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر اس قدر بھروسا تھا کہ ان سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔

Marfat.com

جہاد کے میدان میں

جہاد کا مطلب ہے "حق کی حمایت میں انتہائی کوشش کرنا۔" یہ کوشش زبان سے بھی ہو سکتی ہے، مال سے بھی اور جان سے بھی۔ زبان سے جہاد کرنا یہ ہے کہ اللہ کے دین کو پھیلانے کے لیے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے۔ اس غرض کے لیے سفر کرنا پڑے یا کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو اس کو خوشی سے برداشت کرے۔

مال کا جہاد یہ ہے کہ اللہ کے رستے میں اپنا مال دل کھول کر خرچ کیا جائے اور جان کا جہاد یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑا جائے یعنی ضرورت پڑنے پر دین کے دشمنوں کے خلاف اپنی جان کی پروا کیے بغیر جنگ کی جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر طرح کے جہاد میں پورا پورا حصہ لیا۔ انہوں نے اللہ کے دین کی خاطر ہر قسم کی سختیاں جھیلیں، اپنا مال اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا اور جب ضرورت پڑی، اپنی جان کی بازی لگا کر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے دشمنوں سے لڑے۔

یہاں ہم ان لڑائیوں کا ذکر کریں گے جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کافروں کے خلاف ہوئیں اور جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک ہوئے۔

Marfat.com

بدر کی لڑائی

مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر مکّہ سے مدینہ آگئے لیکن مکّہ کے کافروں کا کلیجا پھر بھی ٹھنڈا نہ ہوا۔ انہیں جب خیال آتا کہ مسلمان صاف بچ کے نکل گئے تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹ جاتا تھا۔ وہ آئے دن مسلمانوں کو نیچا دکھانے کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ اُدھر رسولِ پاک ﷺ کو بھی اللہ کی طرف سے کافروں کی شرارتوں کے جواب میں ان سے لڑنے کی اجازت مل گئی تھی۔ آپ ﷺ مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے دستے اِدھر اُدھر بھیجتے رہتے تھے تاکہ مکّہ والے کوئی شرارت نہ کر سکیں۔ پھر بھی ایک دفعہ ان کے ایک سردار نے مدینہ کی ایک چراگاہ پر چھاپہ مارا اور مسلمانوں کے کچھ اونٹ پکڑ کر لے گیا۔ تین چار ماہ بعد مسلمانوں کے ایک دستے سے مکّہ والوں کے ایک قافلے کی جھڑپ ہوگئی جس میں ان کا ایک آدمی مارا گیا اور دو پکڑ لیے گئے۔ اب مکّہ کے کافروں نے مدینہ پر حملہ کرنے کا پکّا ارادہ کرلیا۔ انہوں نے ایک بڑا تجارتی قافلہ شام بھیجا تاکہ وہاں سے اپنے سامان کے بدلے میں جو سامان اور منافع ملے اس سے لڑائی کی خوب تیاری کریں۔ جب یہ قافلہ شام سے واپس آرہا تھا' مسلمان اس کو روکنے کے لیے نکلے' مکّہ والوں کو خبر ہوئی تو ان کے ایک ہزار بہادر بڑے سازوسامان کے ساتھ قافلے کی مدد کے لیے روانہ ہوئے۔ قافلہ تو بچ کر نکل گیا لیکن مکّہ والوں کا لشکر مدینہ کی طرف

Marfat.com

بڑھتا ہی چلا گیا۔ ادھر سے رسولِ پاک ﷺ بھی تین سَو تیرہ پیارے ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے نکلے۔ ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ مدینہ کے جنوب مغرب میں ایک سو اڑتالیس کلومیٹر دور بَدْر کے مقام پر دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔

مدینہ سے چلتے وقت رسولِ پاک ﷺ نے صحابہ سے ان کی رائے لی تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر ایک پُرزور تقریر کی جس میں کہا کہ ہم کافروں کے خلاف آخری دم تک لڑیں گے۔ پھر دوسرے صحابہؓ نے بھی ایسی ہی تقریریں کیں۔ ان کا ایمانی جوش دیکھ کر رسولِ پاک ﷺ خوش ہو گئے۔

کافروں کی فوج میں مکّہ کے بڑے بڑے سردار اور نامی بہادر شامل تھے۔ پھر اس فوج کے پاس سات سَو اونٹ' سَو گھوڑے اور بے شمار ہتھیار تھے۔ ادھر مسلمانوں کے پاس صرف ستّر اونٹ اور دو یا تین گھوڑے تھے اور کسی کے پاس پورے ہتھیار بھی نہیں تھے۔ ان کی تعداد بھی کافروں کے مقابلے میں بہت کم تھی لیکن ان کو اپنے اللہ پر بھروسا تھا اور ان کے حوصلے بہت بلند تھے۔

مسلمان بَدْر پہنچے تو صحابہؓ نے رسولِ پاک ﷺ کے بیٹھنے کے لیے ایک چھوٹا سا سائبان میدانِ جنگ کے ایک کونے میں بنا دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سائبان کے آگے ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے تاکہ

Marfat.com

کوئی دشمن حضور ﷺ کی طرف نہ آنے پائے۔

لڑائی شروع ہونے سے پہلے رسولِ پاک ﷺ نے سر سجدہ میں رکھ کر بڑی عاجزی سے دعا مانگی۔

"اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا فرما دے۔ اے اللہ اگر یہ تھوڑے سے مسلمان مارے گئے تو پھر قیامت تک اس زمین پر تجھے پُوجنے والا کوئی نہ ہو گا۔"

اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی چادر مبارک اٹھا رکھی تھی۔ آپ ﷺ کو بار بار یہ دعا مانگتے دیکھ کر ان کو رونا آگیا اور انہوں نے رسولِ پاک ﷺ کا مبارک ہاتھ پکڑ کر عرض کیا:-

"یا رسول اللہ ﷺ! اب بس کیجئے۔ آپ بہت دعا مانگ چکے۔ اللہ آپؐ سے کیا ہوا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔"

لڑائی شروع ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنے ہاتھ کے مجاہدوں کو ساتھ لے کر نہایت بہادری سے لڑتے بھی رہے اور رسولِ پاکؐ کی حفاظت بھی کرتے رہے اگر کوئی کافر آپ کی طرف بڑھتا تو وہ اس پر جھپٹ پڑتے اور مار کر ہٹا دیتے۔ ایک مرتبہ بہت سے کافروں نے مل کر حضور ﷺ پر حملہ کرنا چاہا۔ حضرت ابو بکرؓ تلوار کھینچ کر ان پر جھپٹ پڑے اور اس جوش

Marfat.com

سے تلوار چلائی کہ وہ سب بھاگ گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالرّحمٰن ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور کافروں کی فوج میں شامل ہوکر مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور انہوں نے ان کے مقابلے پر جانا چاہا لیکن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ چند سال کے بعد جب وہ اسلام لا چکے تھے ایک دن اپنے والد سے کہنے لگے کہ بَدر کی لڑائی میں ایک موقع پر آپ میری تلوار کی زد میں آگئے تھے لیکن میں نے وار نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' بیٹے اگر تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ نے لڑائی میں مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ان میں مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل بھی تھا۔ یہ لڑائی ہجرت کے دوسرے سال رمضان کے مہینے میں ہوئی۔

اُحُد کی لڑائی

اگلے سال مکّہ کے کافر بَدر کی لڑائی کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ مدینہ پر چڑھ آئے۔ مدینہ سے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر اُحُد کا پہاڑ ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سات سَو مجاہدوں کے ساتھ اس پہاڑ کے قریب کافروں کا مقابلہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجاہدوں

Marfat.com

میں شامل تھے۔ وہ اور دوسرے مجاہدین بڑی بہادری سے لڑے اور کافروں کے پاؤں اکھاڑ دیئے۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کے ایک درّے پر پچاس تیرانداز مقرر کیے تھے تاکہ کافر اس درّے کے راستے مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکیں۔ جب ان تیراندازوں نے کافروں کو بھاگتے دیکھا تو ان میں سے زیادہ تر اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ یہ دیکھ کر کافروں کے ایک گھڑسوار دستے نے پہاڑ کا چکر کاٹ کر اسی درّے کے راستے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس پر مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی اور وہ ادھر اُدھر بکھر گئے لیکن رسولِ پاک ﷺ چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان میں جم کر کھڑے رہے۔ ان جاں نثاروں میں ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور ﷺ لڑائی میں زخمی ہوگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ آپ ﷺ کو سہارا دے کر پہاڑ پر ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں دشمن کے پہنچنے کا خطرہ نہ تھا۔ پہلے یہ خبر پھیل گئی تھی کہ رسول پاک ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔ اس خبر سے مسلمان بہت غمگین ہوگئے تھے لیکن جب اُن کو پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی تو وہ بہت خوش ہوئے اور دوبارہ جمع ہوکر کافروں کے مقابلے کے لیے تیار ہوگئے۔ اتنی دیر میں کافر میدان چھوڑ کر واپس مکّہ کی طرف چل پڑے تھے۔ دوسرے دن مسلمانوں نے تیرہ چودہ کلومیٹر تک ان کا پیچھا کیا لیکن ان کو پیچھے مُڑ کر مسلمانوں کا سامنا کرنے کی ہمّت نہ پڑی۔ کافروں کا پیچھا کرنے والے ان مسلمانوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

Marfat.com

خندق کی لڑائی

ہجرت کے پانچویں سال عرب کے تمام کافروں نے مِل کر مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ کے تین طرف تو باغ اور مکان تھے البتہ چوتھی جانب کُھلی تھی اور دشمن اسی طرف سے شہر میں داخل ہو سکتا تھا۔ رسولِ پاک ﷺ نے اس طرف ایک گہری اور چوڑی کھائی یا خندق کُھدوا کر دشمن کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ اسی لیے اس لڑائی کو خندق کی لڑائی کہا جاتا ہے۔ کافر تین ہفتے تک مدینہ کو گھیرے پڑے رہے۔ کئی مرتبہ خندق پار کر کے حملے بھی کیے۔ لیکن مسلمانوں نے ہر بار ان کو بھگا دیا۔ آخر کافروں کی ہمت جواب دے گئی۔ ایک اندھیری رات کو سخت آندھی چلی جس سے کافروں کو سخت نقصان پہنچا اور وہ گھبرا کر واپس بھاگ گئے۔ اس لڑائی کو اَحزَاب کی لڑائی بھی کہا جاتا ہے۔ اَحزَاب، حِزب کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے گروہ۔ چونکہ کافروں کے کئی گروہوں نے مل کر مدینہ پر چڑھائی کی تھی اس لیے قرآن مجید میں اس کو اَحزَاب کی لڑائی کہا گیا ہے۔ اس لڑائی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کا ایک دستہ لے کر خندق کے ایک حصے کی حفاظت کرتے رہے۔ بعد میں اس جگہ ایک مسجد بنا دی گئی جو مسجدِ صِدّیق کے نام سے مشہور ہوئی۔

Marfat.com

مُرَیسِیع کی لڑائی

اسی سال مُرَیسِیع کی لڑائی پیش آئی۔ اس کو بنُو مُصطَلِق کی لڑائی بھی کہا جاتا ہے۔ "بنُو مُصطَلِق" عربوں کا ایک قبیلہ تھا جو مُرَیسِیع نام کے ایک چشمے کے قریب آباد تھا۔ یہ چشمہ مدینہ کے جنوب مغرب میں تقریباً ایک سَو ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ یہ قبیلہ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک لشکر لے کر اس قبیلے کے سر پر پہنچ گئے۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ کافروں نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ ان کے گیارہ آدمی مارے گئے اور چھ سَو کو مسلمانوں نے قیدی بنا لیا۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو چھوڑ دیا۔

بنو فزارہ کی سرکوبی

بنو فزارہ عربوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ اور شام کے درمیان وادی القُریٰ میں آباد تھا۔ ہجرت کے چھٹے سال رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سَو صحابہ کے ہمراہ اس قبیلے کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا کیونکہ اس نے مسلمانوں کے ایک قافلے کو لوٹ لیا تھا۔ سرکوبی کا مطلب ہے سر کُچلنا یا سزا دینا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دشمن کو شکست دی

Marfat.com

اور بنو فزارہ کی سردار اُمِّ قِرفہ کو گرفتار کرلیا۔ باقی سب لوگ بھاگ گئے۔

بَیعتِ رِضوان

اسی سال (سن چھ ہجری) ذیعقدہ کے مہینے میں رسولِ پاک ﷺ کعبہ شریف کی زیارت کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت چودہ سَو صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ قریش کے کافروں کو خبر پہنچی تو وہ گھبرائے اور مقابلہ کی تیاری کرنے لگے۔ رسولِ پاک ﷺ راستہ بدل کر مکّہ سے چند میل دور حُدَیبیہ کے مقام پر پہنچے اور وہیں پڑاوٗ ڈال دیا۔ وہاں سے آپ ﷺ نے قریش کو پیغام بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے بلکہ صرف کعبہ کی زیارت اور طواف کرنا چاہتے ہیں۔ (طواف، کعبہ شریف کے گرد گھومنے یا پھیرے لگانے کو کہتے ہیں، ان پھیروں میں چند خاص دعائیں پڑھی جاتی ہیں) لیکن قریش اپنی اس ضِد پر قائم رہے کہ ہم مسلمانوں کو مکّہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ یہی بات کہنے کے لیے انہوں نے عُروَہ بن مسعود کو اپنا قاصِد بنا کر رسولِ پاک ﷺ کے پاس بھیجا۔ عُروَہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے رسولِ پاک ﷺ سے باتیں کرتے ہوئے کہا:

"اے محمد ﷺ! یہ لوگ جو تمہارے گِرد جمع ہیں اگر تم پر کوئی مصیبت آپڑی تو یہ سب تمہیں چھوڑ کر بھاگ

Marfat.com

جائیں گے۔"

اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب ہی کھڑے تھے۔ ان کو عُروَہ کی بات سن کر سخت غُصّہ آیا اور انہوں نے گرج کر عُروَہ سے کہا:

"کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟
(ہرگز نہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا) جا اپنا کام کر اور اپنے
بتوں کی پوجا میں لگا رہ۔"

عُروَہ کی واپسی کے بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش سے گفتگو کے لیے مکّہ بھیجا۔ قریش نے انہیں مکّہ میں روک لیا۔

ادھر مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے شہید کر دیا ہے۔ اس پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام ساتھیوں سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اس بیعت کو "بیعتِ رِضوان" کہا جاتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کی خوشخبری دی۔ (رِضوَان کا مطلب رضا مندی اور خوشنودی ہے) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔

قریش کو جب مسلمانوں کے جوش اور ارادے کا پتہ چلا تو انہوں نے

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بھیج دیا اور مسلمانوں سے ان شرطوں پر دس سال کے لیے صلح کرلی۔

۱۔ مسلمان اِس سال مکّہ میں داخل نہیں ہوں گے اور واپس چلے جائیں گے۔

۲۔ وہ اگلے سال صرف تین دن کے لیے مکّہ آکر عمرہ کر سکیں گے مگر نیام میں ڈالی ہوئی تلوار کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو گا۔

۳۔ قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہوکر مدینہ جائے تو مسلمان اسے واپس مکّہ بھیج دیں گے اور اگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکّہ آجائے تو اسے واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

۴۔ عرب کے قبیلوں کو اختیار ہوگا کہ وہ قریش یا مسلمانوں میں سے جس کے ساتھی بننا چاہیں بن جائیں۔

یہ شرطیں ایک کاغذ پر لکھی گئیں اور دونوں طرف کے خاص خاص آدمیوں نے اس پر دستخط کیے۔ مسلمانوں کی طرف سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے دستخط کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

یہ شرطیں ظاہر میں مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لیے کچھ مسلمانوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم نے دَب کر صلح کی ہے۔ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی سمجھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور اپنا خیال ظاہر

Marfat.com

کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جس طرح اللہ حکم دیتا ہے۔ اسی طرح کرتے ہیں۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔ تم ان کی اطاعت کرتے رہو خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔"

پھر جب مسلمان حدیبیہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں سورۃ فتح نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

"(اے نبی) ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی۔"

اور واقعی یہ کھلی فتح تھی کیونکہ اس صلح کے بعد مسلمانوں کے لیے سارے عرب پر غالب آنے کا راستہ صاف ہو گیا۔

خیبر کی لڑائی

ہجرت کا ساتواں سال شروع ہوتے ہی خیبر کی لڑائی پیش آئی۔ خیبر مدینہ کے شمال میں ۹۶ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ تھا جہاں یہودیوں کے بہت سے قلعے تھے۔ یہودی مسلمانوں کے خلاف آئے دن شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ خندق کی لڑائی میں بھی انہوں نے قریش کا ساتھ دیا تھا۔ رسولِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سولہ سو صحابہ کے ساتھ خیبر پر چڑھائی کی۔ ان صحابہ

Marfat.com

میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ مسلمانوں نے ایک ایک کر کے سب قلعے یہودیوں سے چھین لیے اور انہیں اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس لڑائی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے خلاف بڑی بہادری سے لڑے۔

بنو کلاب کی سرکوبی

"بنو کلاب" عربوں کا ایک قبیلہ تھا جو نجدُ میں آباد تھا۔ شعبان ۷ ہجری میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کا ایک دستہ دے کر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ انہوں نے بنو کلاب کو شکست دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

ذاتُ السّلاسِل کی لڑائی

یہ لڑائی جمادی الآخر ۸ ہجری میں قبیلہ قضاعہ کے کافروں کے خلاف ہوئی۔ یہ لوگ وادی القُریٰ میں آباد تھے اور مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ کیا۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لیے آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سَو مجاہدین کے ساتھ ان کی مدد کے لیے بھیجا۔ ان مجاہدین میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ مسلمان

Marfat.com

دشمن کو شکست دے کر واپس آئے۔

خَبط کی مہم

رجب ۸ ہجری میں رسول پاک ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جرّاح کو تین سَو آدمی دے کر بنو جُہَینَہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا جو سمندر کے کنارے سے تھوڑی دُور آباد تھے اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ مجاہدین میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس مہم میں خوراک کا سامان ختم ہو گیا اس لیے مجاہدین کو درختوں کے سوکھے پتوں پر گزارہ کرنا پڑا۔ ایسے سوکھے پتوں کو جو لکڑی وغیرہ سے مار کر گرائے جاتے ہیں خبط کہتے ہیں اس لیے اس مہم کو خَبَط کی مہم کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ جس بستی میں بنو جُہَینَہ رہتے تھے اس کا نام خَبط تھا اس لیے یہ مہم خَبَط کی مہم کے نام سے مشہور ہوئی۔ چند دن کے بعد سمندر کی موجوں نے ایک بڑی مچھلی سمندر کے کنارے پر ڈال دی۔ مجاہدین نے اس کو اللہ کی نعمت سمجھا اور پندرہ دن تک اس کا گوشت کھاتے رہے۔ بَنُو جُہَینَہ کو مقابلے پر آنے کی ہمت نہ پڑی اور وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد مجاہدین واپس آ گئے۔

مکّہ کی فتح

حدیبیہ کی صلح کو دو سال بھی نہ گزرے تھے کہ قریش نے صلح کا معاہدہ

Marfat.com

توڑ ڈالا۔ اس پر رسولِ پاک ﷺ رمضان ۸ ہجری میں دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ مکّہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے۔ قریش میں مقابلہ کی ہمت نہ تھی۔ آپ ﷺ مکّہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے معافی چاہی۔ دو چار شریروں کے سوا آپ ﷺ نے سب کو معاف فرما دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو قُحافہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی نظر بھی جاتی رہی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

"ابوبکر! انہیں گھر ہی میں رہنے دیا ہوتا، میں خود ان کے پاس جاتا۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسولَ اللہ! انہی کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے تھا۔"

آپ نے ابو قُحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

"اسلام لے آیئے۔"

انہوں نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

Marfat.com

حُنین کی لڑائی

مکّہ کی فتح نے قریش کا زور توڑ ڈالا لیکن اب عرب کے ایک قبیلے ہَوازِن نے کچھ دوسرے کافر قبیلوں کو ساتھ ملا کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ رسولِ پاک ﷺ کو خبر ملی تو آپؐ خود بارہ ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان کی طرف بڑھے۔ ان مسلمانوں میں حضرت ابوبکرؓ بھی شامل تھے۔ شہر مکّہ اور شہر طائف کے درمیان حُنَین کی وادی میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ ہوازن کے لوگ بڑے تیرانداز تھے۔ لڑائی کے شروع میں انھوں نے مسلمانوں پر اس قدر تیر برسائے کہ ان کی صفیں ٹوٹ گئیں اور وہ اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ اس وقت میدان میں صرف رسولِ پاک ﷺ اور تھوڑے سے صحابہ قدم جما کر کھڑے رہے۔ ان صحابہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ کے حکم پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے والے مسلمانوں کو آواز دی تو وہ بھی پلٹ پڑے اور اس زور سے دشمن پر حملہ کیا کہ اس کے قدم اکھڑ گئے۔

حُنَین کی فتح کے بعد رسولِ پاک ﷺ نے آگے بڑھ کر شہر طائف کو گھیر لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ طائف کے لوگ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ایک دن جب وہ مسلمانوں پر تیر برسا رہے تھے ایک تیر حضرت عبداللہؓ

Marfat.com

کو لگ گیا اور وہ سخت زخمی ہوگئے۔ دو تین ہفتوں کے بعد حُضُور ﷺ طائف سے واپس آگئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخم چند دن میں ٹھیک ہوگیا لیکن دو تین سال کے بعد یہ پھر ہرا ہوگیا اور اسی کے صدمے سے انہوں نے وفات پائی۔

تبوک کی لڑائی

ہجرت کے نویں سال رسولِ پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ روم کا عیسائی بادشاہ مدینے پر حملہ کرنے کی تیاری کررہا ہے۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ رومیوں کو عرب میں داخل ہونے سے پہلے ہی آگے بڑھ کر سرحد پر روکا جائے چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حُکم دیا کہ لڑائی کی تیاری کریں۔ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے گرمی اور قحط سے لوگ سخت مصیبت میں تھے۔ کھجور کی فصل پکنے کے قریب تھی اور ڈر تھا کہ اگر وقت پر کھجوریں نہ اتاری گئیں تو قحط اور بڑھ جائے گا۔ منافقوں نے بھی مسلمانوں کو بہت ڈرایا اور لڑائی کی تیاری کرنے سے منع کیا لیکن مسلمانوں نے کسی چیز کی پروانہ کی اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ جب باہر کے قبیلے بھی مدینہ پہنچ گئے تو بہت بڑا لشکر جمع ہوگیا اتنے بڑے لشکر کے لیے ہتھیاروں، سواریوں اور دوسرے سامان کے لیے بہت سے روپے کی ضرورت تھی اس لیے رسولِ پاک ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر مال

Marfat.com

اور سامان دیں۔ اس پر غریب امیر ہر مسلمان نے مال، سامان، اونٹ، گھوڑے، غلہ یا کھجوریں جو بھی چیز اس کے پاس تھی، اپنی حیثیت کے مطابق رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی یہاں تک کہ عورتوں نے اپنے زیور اتار کر دے دیئے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ گئے۔ وہ روپیہ پیسہ کپڑے بستر سامان وغیرہ ہر چیز گھر سے اٹھا لائے اور گھر میں جھاڑو پھیر دی۔ رسولِ پاک ﷺ نے پوچھا:

"ابو بکر! بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا؟"

انہوں نے عرض کیا۔ "ان کے لیے اللہ اور اللہ کا رسول کافی ہیں۔"

جب سب چلنے کے لیے تیار ہو گئے تو رسولِ پاک ﷺ رجب کے مہینے میں تیس ہزار جاں نثاروں کو ساتھ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ساری فوج کا انتظام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا اور فوج کا بڑا جھنڈا بھی انہی کے پاس تھا۔ موسم سخت گرم اور راستہ بڑا کٹھن تھا۔ کسی کسی جگہ ایسے ریتلے میدان آجاتے جہاں زہریلی ہوائیں چلتی تھیں۔ مسلمان ان میدانوں سے گزرتے اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتے تبوک پہنچے جو مدینہ سے ۶۸۶ کلومیٹر دُور ملک شام کی سرحد پر واقع ہے۔ مسلمانوں کے مقابلے پر دشمن کی کوئی فوج نہ آئی بلکہ اردگرد کے عیسائی حاکموں نے اطاعت قبول کرلی۔ البتہ ایک ریاست دُومَۃُ الجَندل کے حاکم اکیدر نے اکڑ دکھائی۔ آپ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو چار سو سوار دے کر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔

Marfat.com

انہوں نے اس کو شکست دی اور گرفتار کر کے ساتھ لے آئے۔ آپ ﷺ نے چند شرطوں پر اس کو معافی دے دی۔ تبوک میں بیس دن ٹھہرنے کے بعد رسولِ پاک ﷺ اپنے تمام جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بڑا حج

تبوک سے واپسی کے بعد حج کے دن قریب آئے تو رسولِ پاک ﷺ نے تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ حج کے لیے مکّہ روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے اس قافلے کا سردار یا امیرِ حج مقرر فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حج کرنے کے صحیح طریقے سکھائے اور سب نے انہی طریقوں کے مطابق حج کیا۔

قرآنِ پاک میں اس حج کو حِج اکبر یعنی بڑا حج کہا گیا ہے کیونکہ سینکڑوں سال کے بعد یہ حج صحیح طریقے سے کیا گیا۔ اس سے پہلے کافر حج کرتے وقت بہت بُری بُری حرکتیں کرتے تھے۔ اب اعلان ہوگیا کہ کوئی کافر کعبہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یہ حج ہجرت کے نویں سال ہوا۔

رسولِ پاک ﷺ کا آخری حج

ہجرت کے دسویں سال رسولِ پاک ﷺ خود حج کے لیے مکّہ تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہزاروں دوسرے مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پیارے حُضُور ﷺ کا سامان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنی پر لادا گیا تھا۔ یہ حُضُور ﷺ کا آخری حج تھا اس لیے اس کو "حجۃُ الوداع" کہا جاتا ہے۔ حج کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ مدینہ واپس آگئے۔

اللہ کے سپاہی

صفر ۱۱ ہجری میں رسولِ پاک ﷺ نے ایک لشکر شام بھیجنے کے لیے تیار فرمایا۔ اس کا سردار آپ ﷺ نے اپنے ایک پیارے نوجوان ساتھی حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مقرر فرمایا۔ اس لشکر کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ روم کے بادشاہ سے مُوتہ کی لڑائی کا بدلہ لیا جائے۔ یہ لڑائی ہجرت کے آٹھویں سال ہوئی تھی اور اس میں رومی عیسائیوں کے ہاتھ سے حُضُور ﷺ کے کئی پیارے ساتھی شہید ہوگئے تھے۔ ان میں حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک مجاہد یا سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوگئے اور اس بات کی بالکل پروا نہ کی کہ ان کا سپہ سالار اٹھارہ انیس سال کی عمر کا ایک نوجوان ہے۔ دراصل وہ اللہ کے سپاہی تھے۔ جو بات رسولِ پاک ﷺ کو پسند تھی وہی ان کو پسند تھی۔ اس لشکر نے مدینہ کے قریب جُرُف کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ابھی یہ وہاں سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ رسولِ پاک ﷺ بہت بیمار ہوگئے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کے ساتھ مدینہ واپس آگئے۔

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ کا خطبہ سن کر رونے لگے

آخری حج سے واپس آنے کے بعد رسولِ پاک ﷺ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے اور چاہے تو اللہ کے پاس جاکر وہاں جو نعمتیں ملنے والی ہیں' ان کو قبول کرے۔ اس بندے نے اللہ کے پاس جاکر ملنے والی نعمتوں کو قبول کیا۔"

یہ خطبہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ جس بندے کا ذکر ان کے پیارے آقا ﷺ نے فرمایا ہے وہ آپ خود ہیں۔ انہوں نے روتے ہوئے عرض کیا:

"نہیں یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنی جانیں اور اپنے ماں باپ آپ پر قربان کردیں گے۔"

رسولِ پاک ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اے ابوبکر! روئیے مت۔ سب سے زیادہ اپنے مال اور اپنی دوستی سے مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر

Marfat.com

ہیں۔ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اللہ نے مجھے اپنا دوست بنالیا۔ میرا ابوبکر سے اسلام کا رشتہ اور بھائی چارا ہے۔"

پیارے آقا ﷺ بیمار ہوگئے

ہجرت کے گیارھویں برس صفر کے مہینے میں رسولِ پاک ﷺ کو سردرد اور بخار ہوگیا۔ یہ تکلیف بڑھتی ہی گئی۔ پانچ دن کے بعد آپ اُمّت کی ماں بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں اٹھ گئے۔ شروع شروع میں تو آپ ﷺ مسلمانوں کو خود نماز پڑھاتے رہے لیکن پھر بیماری کی وجہ سے بہت کمزوری ہوگئی اور مسجد میں تشریف لانا مشکل ہوگیا۔

پیارے آقا ﷺ نے نماز کا امام بنا دیا

اب رسولِ پاک ﷺ نے بی بی عائشہؓ سے فرمایا، ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھایا کریں، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اُن کا دِل بہت نرم ہے۔ جب قرآن پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (رونے لگیں گے اور) نماز نہ پڑھا سکیں گے۔" لیکن حُضُور ﷺ نے دوبارہ فرمایا، نہیں ابوبکر ہی نماز پڑھائیں۔ چنانچہ اس دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو نماز پڑھانی شروع کر دی۔ ایک دن بخار کچھ کم ہوا تو رسولِ پاک ﷺ مسجد میں

Marfat.com

تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے آہٹ پاکر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہیے پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی۔

ایک دن صبح کے وقت مسلمان نماز کے لیے صفیں باندھ چکے تھے کہ رسولِ پاک ﷺ نے حُجرے کا پردہ اٹھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے شاید حُضُور ﷺ خود نماز پڑھانے تشریف لا رہے ہیں اس لیے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور پردہ گرا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی طبیعت مبارک کچھ بہتر معلوم ہوتی تھی۔ اس لیے نماز پڑھانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ ان کا گھر مدینہ کے قریب سُنح کی بستی میں تھا۔

زندگی کا سب سے بڑا صدمہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے کے بعد رسولِ پاک ﷺ کا بخار تیز ہوگیا۔ جوں جوں دن چڑھتا گیا۔ آپ ﷺ کی تکلیف بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ سہ پہر کے وقت آپ ﷺ اللہ کے پاس چلے گئے۔ یہ ہجرت کا گیارھواں سال ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ اور سوموار (پیر یا دوشنبہ) کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دل چیر دینے والی خبر ملی تو وہ غم سے نڈھال ہوگئے۔ یہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ تھا۔ خبر ملتے ہی

Marfat.com

گھوڑے پر سوار ہو کر سُنح سے مدینہ پہنچے اور سیدھے حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے۔ اپنے پیارے آقا ﷺ کے مبارک چہرے سے چادر ہٹائی۔ آپ ﷺ کی پاک پیشانی کو چُوما اور رو کر کہا:

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں،
آپ کی حیات اور وفات دونوں پاک ہیں، جو موت اللہ
نے آپ ﷺ کے لیے لکھ دی وہ آچکی، اب آپ پر
کبھی موت نہیں آئے گی۔"

یہ کہہ کر چہرۂ مبارک پر پھر چادر ڈال دی اور باہر نکلے۔ اس وقت مسجدِ نبوی میں بے شمار لوگ جمع تھے اور غم سے ان کا بُرا حال تھا۔ لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہاں تک کہہ رہے تھے کہ جو شخص کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، میں اس کو جان سے مار ڈالوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا، اے عمر! سنبھلو اور چپ ہو جاؤ، پھر لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی:-

"لوگو! جو شخص محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو وہ جان
لے کہ محمد ﷺ وفات پا گئے اور جو اللہ کو پوجتا تھا وہ
سمجھ لے کر اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔"

پھر انہوں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں:

Marfat.com

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایک رسول ہی تو ہیں ان
سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں
کے بَل (کفر کی طرف) پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی
ایڑیوں کے بَل پھر جائے تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں
پہنچا سکتا اور اللہ شکر گزار بندوں کو اچھا بدلہ دے گا۔"

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۴۴)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر لوگوں کو یقین آگیا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ان سے جُدا ہوگئے ہیں۔ حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ تو اس صدمے سے نڈھال ہو کر زمین پر گر گئے۔

خلیفہ چُن لیے گئے

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار یعنی مدینہ کے رہنے والے مسلمان ایک حویلی میں جمع ہوئے۔ اس حویلی کا مالک انصار کا ایک خاندان "بنو ساعدہ" تھا اور اس کو "سقیفۂ بنی ساعدہ" یعنی "بنو ساعدہ کی حویلی" کہا جاتا تھا۔ کوئی خاص معاملہ یا جھگڑا پیش آ جاتا تو انصار اس میں جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ اب وہ اس سوال پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کا سردار یا امیر کسے بنایا جائے۔

Marfat.com

جب ان میں اس معاملے پر بحث ہو رہی تھی کہ کسی نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے پاس موجود مہاجرین کو بتایا کہ انصار بنو ساعدہ کی حویلی میں جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سن کر فکرمند ہو گئے کہ کہیں مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے وہ فوراً حضرت عُمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجرّاح کو ساتھ لے کر بنو ساعدہ کی حویلی میں پہنچ گئے۔ کچھ انصاری بزرگوں نے تقریر کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ مسلمانوں کا امیر انصار میں سے ہونا چاہیے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی خوبی سے اس معاملے کو سنبھالا اور ایک اثر رکھنے والی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"انصار اور مہاجرین دونوں نے اسلام کی خاطر بڑی قربانیاں دی ہیں اور دونوں کا رتبہ بہت اونچا ہے لیکن عرب کے لوگ قریش کے سوا کسی دوسرے کی حکومت تسلیم نہیں کریں گے۔ یہاں عمر اور ابوعبیدہ موجود ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنا امیر چن لو۔"

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا اور کہا:

"ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کیونکہ

Marfat.com

آپ ہمارے سردار ہیں۔ اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔"

پھر وہاں پر موجود دوسرے لوگ بھی بیعت کے لیے ٹوٹ پڑے۔ اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا پہلا امیر یا خلیفہ چُن لیا گیا۔ انہوں نے حکومت کو اللہ کی امانت سمجھا اور اسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہدایتوں کے مطابق چلایا اسی لیے ان کو خلیفۂ راشد کہا جاتا ہے۔ خلیفہ کا مطلب ہے نائب یا جانشین اور راشد کا مطلب ہے ہدایت پایا ہوا یعنی رسول اللہ ﷺ کا ہدایت پایا ہوا جانشین۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ کہلانا پسند کرتے تھے۔

عام لوگوں کی بیعت

دوسرے دن صبح سویرے عام لوگ مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

> "رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور رکھ دیا ہے (قرآن مجید) جو تم کو وہ راستہ دکھائے گا جس پر رسول اللہ ﷺ چلا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر آپ کے صحابی اور یارِ غار ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر تمہارے امیر بننے کے لائق

Marfat.com

ہیں اٹھو اور ان کی بیعت کرو۔"

پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھیں لیکن وہ اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے رہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت زور دیا تو وہ منبر پر اس مقام سے ایک درجہ نیچے بیٹھ گئے جہاں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے یا کھڑے ہوتے تھے۔ ان کے منبر پر بیٹھتے ہی مسجد میں موجود تمام لوگوں نے ان کی بیعت کرلی۔

پہلا خطبہ

جب لوگ بیعت کر چکے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"لوگو! خدا کی قسم میں نے کبھی تمہارا امیر بننے کی خواہش نہیں کی۔ تم نے ایک ایسا بوجھ مجھ پر ڈال دیا ہے جس کے اٹھانے کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا اور اللہ کی مدد کے بغیر اس کو نہیں سنبھال سکتا۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر سیدھے راستے پر چلوں تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو مجھے درست کرو یاد رکھو کہ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ اس کا حق

Marfat.com

دلوا دوں، اِنْ شَاءَ اللہ۔ اور تم میں سے جو طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ اس سے دوسروں کا حق لے لوں، اِنْ شَاءَ اللہ۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ وہ ذلیل کردی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کروں تم میرا حُکم مانو اور جب میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میرا حُکم ماننا فرض نہیں۔ اب نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔"

رسولِ پاک ﷺ کی قبر مبارک

فجر کی نماز کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ رسولِ پاک ﷺ کی قبر مبارک کہاں بنائی جائے۔ اس وقت آپ ﷺ کے جسم مبارک کو غسل دے دیا گیا تھا اور کفن بھی پہنا دیا گیا تھا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نبی کا بھی انتقال ہوا اس کو اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اس کا انتقال ہوا تھا۔"

چنانچہ رسولِ پاک ﷺ کا بستر مبارک جس پر آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی اٹھایا گیا اور ٹھیک اس کے نیچے حضرت عائشہؓ کے حُجرے میں

Marfat.com

آپ ﷺ کی قبر مبارک کھودی گئی۔ پھر دس دس آدمیوں کے گروہ باری باری آتے اور بغیر امام کے جنازہ کی نماز پڑھ کر پیچھے ہٹ جاتے آخر میں عورتوں اور بچوں نے بھی اسی طرح جنازہ کی نماز پڑھی اور پھر حُضُور ﷺ کے پاک جِسم کو قبر مبارک میں اتار دیا گیا۔

Marfat.com

خِلافت کا زمانہ

پہلا حُکم

پیچھے ذِکر آچکا ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر شام جانے کا حکم دیا تھا لیکن آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے جو حُکم جاری کیا وہ یہ تھا کہ اُسامہ کے لشکر کو شام جانے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ یہ حُکم جاری ہوتے ہی مجاہدین مدینہ کے قریب جُرُف کے میدان میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی اثنا میں یہ خبریں آنی شروع ہو گئیں کہ عَرَب کے بہت سے قبیلے جنہیں مسلمان ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا اسلام سے پھر گئے ہیں یا انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اسی طرح بعض دھوکے بازوں نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے ہزاروں بے وقوف لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر بعض صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اس نازک وقت میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو شام بھیجنا مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس لشکر کو روک لیا جائے تاکہ مدینہ پر دشمن حملہ کریں تو ان کا مقابلہ کیا جا سکے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا

Marfat.com

"خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے اور کُتّے مجھے پھاڑ کھائیں تو بھی میں اس لشکر کو شام جانے سے نہیں روک سکتا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام جانے کا حکم دیا تھا۔"

اب بعض صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ کو لشکر ضرور روانہ کرنا ہے تو نوجوان اُسامہؓ کی جگہ کسی بڑی عمر کے تجربہ کار آدمی کو اس کا سپہ سالار بنایئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام ملا تو ان کو غُصّہ آگیا اور انہوں نے فرمایا:

"تم کیسا مشورہ دے رہے ہو، جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا امیر بنایا میں اس کی جگہ کسی اور کو امیر بناؤں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔"

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی روانگی

اُدھر حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے لگے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں رخصت کرنے خود جُرف پہنچ گئے اور دُور تک انہیں چھوڑنے گئے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! یا تو آپ بھی گھوڑے پر سوار

Marfat.com

ہو جائے یا مجھے بھی گھوڑے سے اُتر کر پیدل چلنے کی اجازت دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' نہ میں خود سوار ہوں گا اور نہ تمہیں گھوڑے سے اترنے دوں گا۔ اگر کچھ دیر کے لیے میرے قدموں پر اللہ کی راہ میں خاک پڑ جائے تو اس میں میری کوئی شان نہیں جاتی' غازی کے ہر قدم کے بدلے میں سات سَو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سَو گناہ معاف ہوتے ہیں۔" پھر کچھ آگے جا کر لشکر سے فرمایا:

"لوگو! ذرا رُک جاؤ میں تمہیں چند نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ ان کو اچھی طرح یاد رکھنا۔ دیکھو خیانت نہ کرنا' مال نہ چھپانا' کھانے کے سوا اور کسی غرض سے جانوروں کو ذبح نہ کرنا' امیر کی نافرمانی نہ کرنا' لڑائی میں کسی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ کاٹنا' کسی بوڑھے بچے اور عورت کو قتل نہ کرنا' دوسرے مذہبوں کے لوگ جو دنیا سے الگ تھلگ ہو کر عبادت کر رہے ہوں' ان کو نہ چھیڑنا' پھلوں والے درختوں کو نہ کاٹنا' تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو قِسم قِسم کے کھانے برتنوں میں رکھ کر لائیں گے جب تم ان میں سے کچھ کھانا تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔"

یہ اور کچھ اور ہدایتیں دے کر لشکر کے لیے دعا کی اور مدینہ واپس آ گئے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر شام کے عیسائیوں کو سزا دے کر (یعنی

Marfat.com

مُوتہ کی لڑائی کا بدلہ لے کر) تقریباً ستر دن کے بعد مدینہ واپس آگیا۔

اندرونی فِتنے

جیسا کہ ہم پہلے ذِکر کر چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بنتے ہی عرب میں کئی فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ فتنہ کا مطلب ہے شرارت، جھگڑا، فساد، یا بغاوت۔ یہ فتنے اٹھانے والے تین قسم کے لوگ تھے۔

۱۔ مدینہ کے آس پاس کے علاقوں میں آباد قبیلے۔ ان قبیلوں کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ کہتے تھے کہ حکومت ہم سے نمازیں پڑھوا لے لیکن زکوٰۃ وصول نہ کرے۔

۲۔ وہ لوگ جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اسلام سے بالکل پھر گئے اور اسلامی حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ایسے لوگ یمن، بحرین اور عمان وغیرہ میں آباد تھے۔

۳۔ وہ لوگ جو چند دھوکے بازوں کے جال میں پھنس گئے اور اسلام کو چھوڑ دیا۔ ان دھوکے بازوں نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا اور بہت سے قبیلوں کے ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔

ان سارے فتنوں کو ملا کر "اِرتِداد کا فِتنہ" کہا جاتا ہے۔ اِرتِداد کا مطلب ہے پِھر جانا یا ہٹ جانا۔ چونکہ یہ لوگ اسلام سے پِھر گئے تھے۔ اس

Marfat.com

لیے ان کو مُرتَد کہا جاتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مُرتَدوں نے اتنا زور باندھا کہ مدینہ، مکہ اور طائف کے مسلمانوں کے سوا بہت کم قبیلے ایسے رہ گئے جن پر ارتِداد کے فتنے کا اثر نہ ہوا ہو۔ اس طرح اسلامی حکومت سخت خطرے میں پڑ گئی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ذرا نہ گھبرائے۔ ایمان کی طاقت نے ان کو بہت بہادر اور نڈر بنا دیا تھا۔ انہوں نے سارے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دس مہینے کے اندر اندر سب کو ختم کر دیا۔ مرتدوں اور باغیوں کے خلاف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جہاد کا تھوڑا سا حال ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ

مدینہ کے آس پاس کے علاقوں میں آباد جن قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ان سب نے اکٹھے ہو کر مدینہ سے چند میل دُور ڈیرا ڈال دیا اور وہاں سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ اس کڑے وقت میں جب یمن، نجد اور بحرین وغیرہ سے بھی بغاوت کی خبریں آ رہی ہیں، ان لوگوں سے نرمی برتنی چاہیے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ خدا کی قسم جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بکری کا ایک بچّہ یا

Marfat.com

اونٹ کا گھٹنا باندھنے والی رسی کا ایک ٹکڑا بھی دیتے تھے اگر وہ اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

پیغام بھیجنے والے قبیلوں کو یہ جواب ملا تو وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں موجود مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے ان مسلمانوں میں وہ بڑے بڑے صحابی بھی تھے جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑ چکے تھے۔ مرتدوں سے دو تین سخت لڑائیاں ہوئیں جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ وہ بھاگ کر کوئی پچاس میل دُور اَبرق کے مقام پر جمع ہوگئے۔ اس اثنا میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آگئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مدینہ کی حفاظت کا کام سونپا اور خود ایک لشکر لے کر ابرق پہنچے۔ وہاں ایک سخت لڑائی کے بعد مرتدوں کو شکست دی۔ ان میں سے بہت سے لوگ بھاگ کر دوسرے باغیوں سے جا ملے۔

گیارہ لشکر

اب مدینہ واپس آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گیارہ لشکر تیار کیے اور ان کو دوسرے مرتدوں، باغیوں اور نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے پاکھنڈیوں کی سرکوبی کے لیے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ ان لشکروں کے سرداروں میں حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت شُرَحبِیلؓ بن حَسَنہؓ

Marfat.com

حضرت عمروؓ بن عاص، حضرت علاءؓ بن حضرمی، حضرت خالدؓ بن سعید اور عکرمہؓ بن ابی جہل جیسے بہادر اور تجربہ کار اصحاب شامل تھے۔ اسلامی لشکروں اور باغیوں کے درمیان مختلف مقامات پر کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان لڑائیوں میں جہاں ہزاروں باغی مارے گئے وہاں سینکڑوں مسلمان بھی شہید ہوئے لیکن انہوں نے تمام باغیوں اور فسادیوں کو کچل دیا۔ "بُزاخہ کی لڑائی" اور "یمامہ کی لڑائی" تو بہت ہی سخت تھیں اور باغیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے دونوں میں مسلمانوں کو فتح دی۔

بُزاخہ کی لڑائی

یہ لڑائی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور طُلَیحَہ بن خویلد اَسَدی کے درمیان ہوئی۔ طُلَیحَہ عربوں کے ایک قبیلے بنو اَسَد بن خزیمہ کا سردار تھا۔ اس نے ہجرت کے نویں سال اسلام قبول کرلیا تھا لیکن بعد میں مُرتَد ہوگیا اور نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ کئی قبیلوں کے ہزاروں ناسمجھ لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور اس نے بڑی طاقت پکڑ لی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لیے حضرت خالدؓ بن ولید کو فوج دے کر بھیجا۔ بُزاخہ کے مقام پر طُلَیحَہ کے لشکر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ طُلَیحَہ کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ پھر کچھ عرصہ مارا مارا پھرتا رہا جب کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ملی تو اس نے توبہ کی اور دوبارہ اسلام قبول

Marfat.com

کرلیا۔ یہ طُلیحَہ بڑا بہادر آدمی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس نے ایران کی لڑائیوں میں دشمنوں کے خلاف بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور نہاوند کی لڑائی میں شہادت پائی۔

یمامہ کی لڑائی

یہ لڑائی مُسَیلَمہ کذّاب کے خلاف ہوئی۔ مُسَیلمہ عرب کے ایک شاداب علاقے یمامہ کا رہنے والا تھا اور وہاں پر آباد ایک بہت بڑے قبیلے بَنُو حَنِیفہ سے تعلّق رکھتا تھا۔ وہ بڑا مکّار اور جھوٹا آدمی تھا اسی لیے اس کو کذّاب کہا جاتا ہے۔ کذّاب کا مطلب ہے سخت جھوٹا یا بہت جھوٹ بولنے والا۔ اس شخص نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کے آخر میں اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گستاخانہ خط بھی لکھا تھا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض قبیلے جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی اسلام سے اچھی طرح واقف نہیں تھے' اس کے ساتھ مل گئے۔ اسی زمانے میں سجاح نامی ایک عورت نے بھی پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے قبیلے کو ساتھ لے کر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے ارادہ سے چلی۔ راستے میں اس کی مڈبھیڑ مُسَیلمہ کی فوج سے ہوگئی۔ مُسَیلمہ نے چالاکی کے ساتھ سجاح سے بیاہ رچا لیا۔ اس طرح سجاح کی فوج بھی اس کے ساتھ مل گئی اور مُسَیلمہ کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ اتفاق سے اسی زمانے میں مسلمانوں کے ایک لشکر نے

Marfat.com

مُسیلمہ سے شکست کھائی اور اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب تو مُسیلمہ نے ایسا زور باندھا کہ چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر اپنے جھنڈے تلے جمع کرلیا۔

ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب طُلیحہ کو شکست دے چکے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حُکم بھیجا کہ اب یمامہ جاکر مُسیلمہ کا مقابلہ کرو۔ یہ حکم ملتے ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ یمامہ کے علاقے میں عقربا ایک بستی ہے۔ وہاں مُسیلمہ نے چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ ڈیرا ڈال رکھا تھا۔ اسلامی لشکر نے بھی وہاں پہنچ کر اس کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا۔ اس کی تعداد مُسیلمہ کے لشکر سے کہیں کم تھی لیکن مجاہدین اللہ کے سپاہی تھے اور ان کے حوصلے بہت بلند تھے۔ دوسرے دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ مُسیلمہ نے اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں سینکڑوں لڑاکا بہادر کھڑے کر رکھے تھے اور بیچ میں خود کھڑا ہوکر اپنے لشکر کو جوش دلا رہا تھا۔ لڑائی کے شروع میں مُسیلمہ نے اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے لیکن حضرت ابوحُذیفہؓ، حضرت سالمؓ، حضرت قیسؓ بن ثابت، حضرت زیدؓ بن خطّاب اور بہت سے دوسرے بہادروں نے جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے، مسلمانوں کو للکارا کہ "اے ایمان والو! پیچھے ہٹ کر کہاں جاؤ گے؟ آگے بڑھو تم اللہ کے سپاہی ہو اور تمہارے سامنے شیطانی لشکر ہے۔ جس طرح ہم کرتے ہیں تم بھی اسی طرح کرو۔"

Marfat.com

پھر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بہادری سے لڑ کر شہید ہو گئے۔ ان کو دیکھ کر سارا اسلامی لشکر سنبھل گیا اور تازہ جوش کے ساتھ لڑنے لگا۔ اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے دستے کے ساتھ بجلی کی طرح مُسیلمہ کے لشکر پر گرے اور اس کی صفوں کو توڑ ڈالا۔ مُسیلمہ کی فوج کے پیچھے ایک بہت بڑا باغ تھا جس کے اردگرد مضبوط چار دیواری تھی۔ باغ کیا تھا ایک مضبوط قلعہ تھا۔ مسلمان دشمن کو دھکیلتے ہوئے اس باغ تک لے گئے۔ مُسیلمہ مجبور ہو کر اپنی فوج کے ساتھ اس باغ میں گُھس گیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا۔

اسلامی لشکر میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خادِم حضرت اَنَس رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ ان کی عجیب عادت تھی۔ جب ان کو جوش آتا تو ان کا جسم کانپنے لگتا۔ کئی آدمی ان کو مل کر دباتے تب کہیں جا کر ان کی کپکپاہٹ ختم ہوتی۔ پھر وہ شیر کی طرح دشمن پر حملہ کرتے اور اس کو تہس نہس کر دیتے۔ اس لڑائی میں بھی ان کا یہی حال ہوا۔ دشمن پر حملہ کرنے کے لیے بے تاب تھے لیکن باغ کی چاردیواری ان کا راستہ روک رہی تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو قسَم دے کر کہا کہ مجھ کو اٹھا کر باغ کے اندر پھینک دو۔ مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اور وہ باغ میں کُود پڑے۔ ان کو دیکھ کر ایک اور مجاہد حضرت ابو دُجانہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی باغ کے اندر کُود گئے لیکن ان کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی پھر بھی وہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر دشمن کو مارتے کاٹتے باغ کے پھاٹک

Marfat.com

تک پہنچ گئے اور اس کو کھول دیا۔ پھاٹک کھلتے ہی اسلامی لشکر بھی باغ میں داخل ہوگیا اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ مُسیلمہ فوج کے درمیان کھڑا سپاہیوں کا دِل بڑھا رہا تھا۔ اپنی فوج کے قدم اُکھڑتے دیکھے تو خود بھی بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت دو ہتھیار اس پر ایک ساتھ پڑے۔ ایک وحشیؓ بن حرب نے پھینکا تھا اور دوسرا حضرت عبداللہ بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ نے۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے اُحُد کی لڑائی میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ بعد میں وہ مسلمان ہوگئے اور اب یہ کام انہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو کچھ عرصہ پہلے مُسیلمہ نے بڑی بے دردی سے شہید کر ڈالا تھا۔ ان کی بہادر والدہ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ تھیں۔ دونوں ماں بیٹے حضرت حبیب شہید رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے مُسیلمہ کی تاک میں تھے۔ ہتھیار پڑتے ہی مُسیلمہ تڑپ کر گرا اور چند لمحوں میں ختم ہوگیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھاگ کر اِدھر اُدھر پناہ لی۔ پھر ان میں سے اکثر نے توبہ کرکے دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔

اس لڑائی میں مُرتدوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کے ایک ہزار آدمی شہید ہوئے۔ ان میں تین سو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھی تھے اور سات سَو قرآنِ پاک کے حافظ تھے۔ ان مجاہدوں کی قربانیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ مُرتدوں کی کمر ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئی۔

Marfat.com

ہر طرف اَمن قائم ہو گیا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دوسرے جو لشکر فساد اور بغاوت والے علاقوں میں بھیجے تھے انہوں نے بھی ان علاقوں میں پہنچ کر فسادیوں اور باغیوں کو جگہ جگہ شکستیں دیں اور ان کا زور بالکل توڑ ڈالا۔ ان علاقوں میں بحرین، یمن، حضرموت، مہرہ اور عمان وغیرہ شامل تھے۔ اس طرح دس مہینے کے اندر اندر ملک کے سارے اندرونی فتنے مٹ گئے اور عرب میں ہر طرف امن و امان ہو گیا۔

یہ سب کچھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی غیر معمولی ایمانی طاقت، ہمّت اور شُجاعَت کی وجہ سے ممکن ہوا۔ جب مدینہ کو باغی قبیلوں نے گھیر رکھا تھا اور مُلک میں ہر طرف فساد اور بغاوت کے شعلے بھڑک رہے تھے، وہ ان کے سامنے پہاڑ کی طرح ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور سب فتنوں کا منہ پھیر دیا۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کی حالت بکریوں کے اس ریوڑ جیسی ہو گئی تھی جو سردی کے موسم میں کھلے میدان میں رات کے وقت اس طرح رہ جائے کہ سخت بارش ہو رہی ہو اور کوئی گڈریا اس کے

Marfat.com

پاس نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔"

قرآن مجید ایک جگہ جمع کرا دیا

یوں تو قرآن مجید رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارک ہی میں لکھا جا چکا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں کی ترتیب بھی اللہ کے حکم کے مطابق مقرر فرما دی تھی اور بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سارا قرآنِ پاک زبانی بھی یاد کر لیا تھا لیکن بعض سورتیں کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں' بعض چمڑے کے ٹکڑوں پر' بعض پتھروں پر' بعض شانہ کی چوڑی ہڈیوں پر اور بعض کھجور کی چھال وغیرہ پر۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ یمامہ کی لڑائی میں سینکڑوں صحابہ جنہیں قرآن مجید حفظ تھا' شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے سارے قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کر کے کاغذ پر لکھوا لیا۔ پھر جن صحابہ کو پورا قرآن مجید یا اس کا کوئی حصہ یاد تھا' انہیں بلا کر اس نسخہ کا مقابلہ کیا گیا تاکہ کسی قسم کی غلطی نہ رہ جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس نسخے کا نام "مُصْحَف" رکھا۔

Marfat.com

رُومیوں اور مجُوسیوں کے خلاف جہاد

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مُلک کے اندرونی فتنوں پر قابو پا چکے تو انہوں نے باہر کے دشمنوں کی طرف توجہ کی۔ باہر کے یہ دشمن رُوم اور ایران تھے۔ اس وقت یہ دونوں دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور سلطنتیں تھیں۔ رُوم والے عیسائی تھے اور ایران والے مجُوسی (آگ کو پوجنے والے)۔ یہ دونوں قومیں مسلمانوں کی دشمن تھیں اور دونوں کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ وہ کسی وقت عرب پر دھاوا نہ بول دیں۔ روم والوں نے شام کے سارے علاقے پر اور ایران والوں نے عراق پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس طرح رومی اور ایرانی دونوں سلطنتوں کی سرحدیں عرب سے مل جاتی تھیں کیونکہ شام اور عراق شمال اور مشرق کی طرف سے عرب سے جُڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہمت اور ان کا حوصلہ دیکھئے کہ انہوں نے ایک ہی وقت میں دنیا کی ان دو بڑی طاقتوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اس جہاد کا تھوڑا سا حال ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

ایران سے جنگ

ایران کے مجوسیوں کو اپنی دولت اور طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا اور وہ عربوں کو بہت حقیر سمجھتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حُدَیبیہ کی صُلح کے بعد جب

Marfat.com

آس پاس کے ملکوں کے بادشاہوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے خط بھیجے تو ایک خط ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو بھی بھیجا۔ اس نے آپ ؐ کا خط پھاڑ کر پھینک دیا اور بڑے غُصّے کے ساتھ کہا' میرا غلام ہو کر مجھے ایسا خط لکھتا ہے پھر اس نے یمن کے گورنر کو حُکم بھیجا کہ دو آدمی مدینے بھیجو اور جس شخص نے مجھے یہ خط بھیجا ہے اس کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کرو۔ رسولِ پاک ﷺ کو ایران کے بادشاہ کی اس حرکت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ اس کے ملک کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ خدا کی قدرت ادھر خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے حکومت کے لالچ میں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایرانیوں میں آپس کے جھگڑے شروع ہو گئے اور ان کو عرب کی طرف رُخ کرنے کی مہلت نہ ملی۔ پھر بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بحرین میں جو بغاوت ہوئی اس میں ایرانیوں نے باغیوں کی مدد کے لیے اپنی فوج بھیجی۔ اس طرح انہوں نے عرب کی اسلامی حکومت کے خلاف اپنی دشمنی اور بُری نیّت صاف ظاہر کر دی۔ اس فوج کو تو مسلمانوں نے مار بھگایا لیکن پھر بھی یہ خطرہ دور نہ ہوا کہ ایرانی موقع ملنے پر عرب پر چڑھائی کر دیں گے۔ عرب اور عراق کی سرحد پر جو عرب قبیلے آباد تھے ایرانی اُن پر طرح طرح کے ظلم توڑتے رہتے تھے۔ اس لیے ان قبیلوں کے لوگ ایرانیوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ ان میں ایک قبیلہ "بنو شیبان" تھا۔ ہجرت کے نویں سال اس قبیلے تک اسلام کا پیغام پہنچا تو اس کے سردار مُثنّٰی بن حارثہ اپنے قبیلے کے

Marfat.com

کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ پہنچے اور رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور عقل مند آدمی تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد وطن واپس گئے تو انہوں نے ایران کے ظالم مجُوسیوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ وہ بنو شیبان اور کچھ دوسرے عرب قبیلوں کے بہادروں کو ساتھ لیتے اور قریب کے کسی نہ کسی ایرانی علاقے پر چھاپہ مار کر واپس آجاتے۔ وہ چاہتے تھے کہ ایران پر باقاعدہ حملہ کیا جائے لیکن اسلامی حکومت کی مدد کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور اندرونی فتنوں کو ختم کر چکے تو حضرت مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں ایران کے حالات بتائے اور مدد کی درخواست کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہی باہر کے دشمنوں کے خلاف جہاد شروع کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم واپس جا کر سرحد کے قریب آباد سارے عرب قبیلوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرو۔ ہم تمہاری مدد کے لیے بہت جلد فوج بھیج دیں گے۔

حضرت مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حُکم بھیجا کہ فوراً عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور مُثنّیٰ کو ساتھ لے کر ایران کے ظالم مجُوسیوں کے خلاف جہاد کرو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یمامہ میں تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ملتے ہی وہ دو ہزار مجاہدوں کے ساتھ عراق کی طرف چل پڑے

Marfat.com

راستے میں اور مجاہدین بھی ان کے لشکر میں شامل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے لشکر کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ عراق کی سرحد پر پہنچے تو حضرت مُثنیٰؓ بھی آٹھ ہزار مجاہدوں کے ساتھ ان سے آملے۔ اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ طوفان کی طرح عراق میں داخل ہوئے۔ ایرانیوں نے جگہ جگہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن مسلمان ان کو شکست پر شکست دیتے' آگے ہی بڑھتے گئے یہاں تک کہ انہوں نے حیرہ کا مشہور تاریخی شہر فتح کرلیا۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بانقیا' باروسماء اور انبار وغیرہ فتح کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کررہے تھے کہ انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عراق سے شام جانے کا حُکم بھیجا۔ ان کا حُکم ملتے ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فتح کیے ہوئے علاقوں کا انتظام حضرت مُثنیٰؓ کے سپرد کیا اور خود آدھی فوج کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوگئے جہاں مسلمان رومیوں کے خلاف جہاد کررہے تھے۔

عراق میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ایرانیوں سے پندرہ چھوٹی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ان سب میں اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی۔ ان میں زنجیروں والی لڑائی' مذار' ولجہ اور فراض کی لڑائیاں سب سے سخت تھیں۔ ان کا تھوڑا سال حال سنیئے۔

زنجیروں والی لڑائی

یہ لڑائی عراق کے گورنر ہُرمُز اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے درمیان

Marfat.com

ہوئی۔ ہُرمُز ایران کے بہت بڑے بہادروں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ شخص بڑا ظالم اور شریر تھا اور سرحد پر آباد عرب قبیلوں پر بہت ظُلم ڈھایا کرتا تھا۔ وہ بہت بڑی فوج کے ساتھ بصرہ سے چند میل دور مسلمانوں کے مقابلے پر آیا۔ اس نے اپنی فوج کے کئی دستوں کو لوہے کی زنجیروں کے ساتھ ایک دوسرے سے جکڑ دیا تھا تاکہ وہ میدان سے بھاگ نہ سکیں اسی لیے اس لڑائی کو "زنجیروں والی لڑائی" کہا جاتا ہے۔ دونوں فوجوں کے درمیان نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ اس میں ہُرمُز حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایرانیوں کو بُری طرح شکست ہوئی۔

مَذار کی لڑائی

یہ لڑائی اس جگہ کے قریب ہوئی جہاں دریائے دِجلہ اور دریائے فُرات ملتے ہیں۔ اس میں ایرانی لشکر کا سپہ سالار قارن تھا جسے ایران کے بادشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر دے کر ہُرمُز کی مدد کے لیے روانہ کیا تھا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کو ہُرمُز کی شکست اور اسکے مارے جانے کی خبر ملی۔ اتنے میں ہُرمُز کی ہاری ہوئی فوج کے بہت سے سپاہی اور افسر بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ قارن نے ان کو اپنی فوج میں شامل کرلیا اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے پَر تولنے لگا۔ اُدھر سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ ایرانی فوج کے سامنے مذار کے مقام پر پہنچ گئے۔ دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان

Marfat.com

کی لڑائی ہوئی۔ اس میں قارن سمیت ایرانی فوج کے بہت سے افسر اور تیس ہزار سپاہی مارے گئے۔ باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

وَلجَہ کی لڑائی

ایران کے بادشاہ کو قارن کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے دو تجربہ کار جرنیلوں بہمن جادویہ اور اندرزغر کو دو بڑے بڑے لشکر دے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں لشکر وَلجہ کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پل پل کی خبریں مل رہی تھیں وہ تیزی کے ساتھ لشکر لے کر وَلجہ پہنچے اور دشمن پر خدا کا قہر بن کر ٹوٹ پڑے۔ ایرانی دیر تک جم کر لڑتے رہے لیکن جب ان کے ہزاروں آدمی مارے گئے تو وہ حوصلہ ہار بیٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

فراض کی لڑائی

اس لڑائی میں ایرانیوں کے ساتھ عراق اور شام کی سرحد پر آباد کئی عیسائی عرب قبیلے بھی مل گئے تھے۔ اس طرح ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر نے دریائے فُرات کو عبور کر کے مسلمانوں پر حملہ کیا جو فراض کے مقام پر ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے قدم جما کر ایسا زبردست مقابلہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

للکار کر کہا، مسلمانو! دیکھنا یہ کافر بچ کر نہ جانے پائیں۔ ان کی للکار پر مسلمان نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور دشمن کے سپاہیوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ اس طرح ہزاروں ایرانی اور عیسائی عرب مارے گئے۔ جو کسی طرح نکل بھاگے وہ دریائے فُرات میں ڈوب مرے۔

رُوم سے جنگ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کے جلد ہی بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روم کے خلاف بھی جہاد کی تیاری شروع کر دی۔ روم کی سلطنت دُنیا کی دوسری بڑی طاقت اور مسلمانوں کی دوسری بڑی دشمن تھی۔ ہجرت کے آٹھویں سال مُوتہ کی لڑائی میں روم کا بادشاہ خود مسلمانوں کے خلاف لڑ چکا تھا اور اگلے سال اس نے پھر عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار مجاہدوں کے ساتھ خود شام کی سرحد پر پہنچ گئے تو اس کو اپنا ارادہ پورا کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کے سامنے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ میں شام کو رومیوں کے قبضے سے چھڑانے کے لیے جہاد کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ عرب کے تمام قبیلوں کو خط بھیج کر جہاد کے لیے بلائیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام قبیلوں کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میں تم کو ملک شام بھیجنا چاہتا ہوں تاکہ تم اسے کافروں

Marfat.com

کے پنجے سے چھڑا لو۔ جو لوگ جہاد کرنا چاہتے ہوں وہ تیار ہو کر مدینہ پہنچ جائیں۔ جب عرب قبیلوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جہاد کی دعوت ملی' تو وہ پکار اٹھے کہ ہم حاضر ہیں' ہم حاضر ہیں۔ پھر وہ تیار ہو کر دھڑادھڑ مدینہ پہنچنے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ میں اس قدر مجاہدین جمع ہو گئے کہ ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ ان مجاہدین میں بڑا جوش تھا اور وہ جلد سے جلد جہاد کے میدان میں پہنچنا چاہتے تھے۔

مُجاہِدین کے چار لشکر

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مجاہدین کے چار لشکر بنائے اور ان پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چار پیارے ساتھیوں کو افسر بنایا۔ یہ افسر تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت شُرَحبیل بن حَسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر ان چاروں افسروں کو بہت سی ہدایتیں دے کر شام کی طرف روانہ کر دیا۔ ان میں کچھ ہدایتیں یہ تھیں:

> "اپنے ساتھیوں سے اچھا سلوک کرنا' ہر کام میں ان سے مشورہ کرنا' بچّوں' بوڑھوں اور عورتوں کو نہ مارنا' کھیتوں کو نہ جلانا۔ پھل والے درختوں کو نہ کاٹنا' دشمن کے عبادت خانوں کو نہ چھیڑنا اور نہ ان لوگوں کو مارنا جو ان

Marfat.com

میں بیٹھ کر عبادت کر رہے ہوں۔ دشمن سے جو عہد کرنا اس کو نہ توڑنا۔"

ان چاروں لشکروں میں کوئی ستائیس اٹھائیس ہزار سپاہی تھے۔

شام کی لڑائیاں

یہ چاروں لشکر مختلف راستوں سے ملک شام میں داخل ہوئے تو ہر جگہ رومیوں کے بڑے بڑے لشکروں کو جنگ کے لیے تیار پایا۔ مسلمانوں کی ان لشکروں سے چھوٹی موٹی جھڑپیں تو ہوئیں لیکن انہوں نے کسی بڑی لڑائی سے اپنے آپ کو بچایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رومیوں کے بڑے بڑے لشکروں اور ان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری اسلامی فوجوں کو حکم بھیجا کہ وہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ ان سب کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ ہوں گے۔ ساتھ ہی انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً عراق سے شام پہنچ جائیں اور وہاں کی ساری فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اُدھر شام میں ساری اسلامی فوجیں ایک جگہ جمع ہوئیں۔ اِدھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ دن کے سفر کے بعد شام میں داخل ہوئے اور راستے میں آنے والے کئی مقامات کو فتح کرتے ہوئے شام کے اسلامی لشکر سے آملے۔ اب انہوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ساری فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور بُصریٰ کا شہر فتح کر کے دمشق کی طرف بڑھے لیکن اچانک خبر ملی کہ رومیوں کا ایک بہت

Marfat.com

بڑا لشکر اَجنادَین کے مقام پر جمع ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اسلامی لشکر کو لے کر اَجنادَین پہنچ گئے۔ یہاں دو دن تک مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان نہایت سخت لڑائی ہوتی رہی۔ رومیوں کی فوج مسلمانوں کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی اور پھر وہ لڑی بھی جان توڑ کر، لیکن اسلام کے مجاہدوں کے سامنے اُس کی کچھ پیش نہ چلی اور اس نے بُری طرح شکست کھائی۔ ہزاروں رومی مارے گئے جو باقی بچے وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔

تاریخ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اَجنادَین کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے دمشق پر چڑھائی کر دی اور بعض میں لکھا ہے کہ اَجنادَین سے اسلامی لشکر دریائے یرموک کے کنارے ایک میدان کی طرف بڑھا جہاں رومیوں کا ایک بڑا لشکر جمع تھا۔ اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی رومی لڑائی کے لیے تیار ہوگئے اور دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ لڑائیوں کی ترتیب جیسی بھی ہو بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس وقت شام میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان سخت مقابلہ ہو رہا تھا' عراق میں حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے۔

ایرانیوں میں نیا جوش

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شام جانے کے بعد ایرانیوں نے آپس کے

Marfat.com

جھگڑے ختم کر دیئے اور سب نے مل کر شہر براز کو اپنا بادشاہ چُن لیا۔ شہر براز نے ایک زبردست لشکر مسلمانوں کو عراق سے نکالنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کو بری طرح شکست دی۔ اس شکست کی خبر سن کر شہر براز کو تیز بخار ہوگیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ اس کے بعد تین بادشاہ باری باری تخت پر بیٹھے لیکن وہ حکومت نہ چلا سکے۔ آخر ایک شہزادی پوران دُخت تخت پر بیٹھی۔ اس نے ایران کے ایک نامی بہادر رُستم کو اپنا وزیر اعظم اور سپہ سالار بنایا۔ رُستم نے مسلمانوں کو عراق سے نکالنے کے لیے ایک بہت بڑی فوج تیار کی اور ایرانیوں میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ حضرت مُثنّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی اور ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر کے مقابلے کے لیے بالکل کافی نہیں تھی۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ خود مدینہ جاکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایران اور عراق کے حالات بتائیں اور ان سے مدد مانگیں۔ چنانچہ وہ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات

ہجرت کے تیرھویں سال جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا اس وقت سخت سردی تھی۔ اس کے اثر سے انہیں تیز بخار ہوگیا جو پندرہ دن تک برابر قائم رہا۔ سخت کمزوری کی وجہ سے مسجد نہ جا سکتے تھے اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ میری جگہ آپ مسلمانوں کو نماز پڑھا دیا کریں۔ جب بیماری بڑھ گئی تو وصیّت کی کہ میرے بعد عمرؓ خلیفہ ہوں گے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے مزاج میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب خلافت کا بوجھ سر پر پڑے گا تو یہ سختی جاتی رہے گی۔ وہ اُمّت کے بہترین آدمی ہیں۔

بیماری کے زمانے میں ایک دن پوچھا' خلیفہ ہونے سے اب تک مجھ کو بیت المال سے کل کتنا وظیفہ ملا ہے۔ حساب کیا گیا تو چھ یا آٹھ ہزار درہم بنے۔ فرمایا کہ میری فلاں زمین بیچ کر بیت المال کا سارا روپیہ واپس دے دیا جائے۔ پھر پوچھا' جب سے میں خلیفہ ہوا میری جائیداد کتنی بڑھی ہے۔ گھر کے لوگوں نے کہا کہ ایک حبشی غلام ہے جو بچوں کو کھلاتا ہے اور مسلمانوں کی تلواروں کو صاف کرتا اور چمکاتا ہے۔ ایک اونٹنی ہے جس پر پانی لایا جاتا ہے اور ایک معمولی سی پرانی چادر ہے۔ فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ سب چیزیں نئے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دی جائیں۔

Marfat.com

بیماری کو تیرہ چودہ دن گزرے تھے کہ حضرت مُثنیٰؓ عراق سے مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں ان کو اپنے پاس بلایا اور عراق کے تمام حالات سنے۔ پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو وصیّت کی کہ میرا دَم دِن کو نکلے تو شام ہونے سے پہلے اور رات میں نکلے تو صُبح ہونے سے پہلے مسلمانوں کو مُثنیٰ کی مدد پر تیار کرنا۔

اپنے کفن دفن کے بارے میں حضرت عائشہؓ اور گھر والوں کو وصیّت کی کہ میرا کَفَن (رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کَفَن مبارک کی طرح) تین کپڑوں کا ہو۔ یہ دو چادریں جو میرے بدن پر ہیں دھولی جائیں اور ایک کپڑا نیا لے لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا' ابا جان ہم اتنے غریب نہیں ہیں کہ آپ کے کفن کے لیے نیا کپڑا بھی نہ خرید سکیں۔ فرمایا' مردوں سے زیادہ زندوں کو نئے کپڑے کی ضرورت ہے۔

پھر وصیّت کی کہ میری قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بنائی جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات پائی تھی آج دوشنبہ ہے مجھے امید ہے کہ میری موت بھی آج ہی ہوگی۔

چنانچہ ۲۲ جمادی الآخر کو دوشنبہ کے دن مغرب اور عشاء کی نماز کے

Marfat.com

درمیان انہوں نے زندگی کی آخری سانس لی اور اللہ کے پاس چلے گئے۔ کَفن دَفن ان کی وَصِیّت کے مطابِق ہوا۔

وفات کے وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ خلافت کی مدت دو سال تین مہینے گیارہ دن ہوئی۔

Marfat.com

ذاتی حالات

نورانی شکل و صورت

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قد درمیانہ' جسم دُبلا پتلا اور رنگ گورا چٹا تھا۔ گالوں پر بہت کم گوشت تھا۔ ماتھا اونچا اور چوڑا تھا۔ آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں۔ پچاس سال کی عمر میں بوڑھے معلوم ہوتے تھے۔ بالوں کو مہندی لگاتے تھے۔ چہرے پر نور برستا تھا۔ قدرے جُھک کر چلتے تھے۔

لباس اور غذا

لباس بہت سادہ اور معمولی لیکن صاف ستھرا ہوتا تھا۔ خوراک بھی بہت سادہ تھی۔ خوش حال تھے لیکن اپنا مال دل کھول کر نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے رہتے تھے اس لیے ہجرت کے بعد کبھی کبھی فاقہ بھی کرنا پڑتا تھا۔

روزی کا ذریعہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ شروع ہی سے اپنی روزی کپڑے کی تجارت سے کماتے تھے۔ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ میں ایک کنواں اور اس کے ساتھ والی کچھ زمین عنایت فرمائی۔ اس زمین میں انہوں نے کھجور کا ایک باغ لگایا۔ چند سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیبر

Marfat.com

اور بحرین میں بھی ایک ایک جاگیر عطا فرمائی۔ ان جاگیروں کی آمدنی کو بھی وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ خلیفہ ہوئے تو مسلمانوں نے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا اس لیے تجارت چھوڑنی پڑی۔

عبادت کا شوق

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بہت شوق تھا وہ اکثر دن کو روزہ رکھتے اور راتیں نماز اور اللہ کے ذکر میں گزارتے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت بھی بہت کیا کرتے تھے۔ تلاوت کے وقت اتنا روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ کافروں کے خلاف جہاد بہت بڑی عبادت ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے رہے۔

علمی قابلیّت

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن اور حدیث کے بہت بڑے عالِم تھے اور دین کے مسئلوں سے بھی بہت واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو بیالیس ۱۴۲ حدیثیں مسلمانوں تک پہنچائیں۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھواتے تھے۔ وہ عرب کے ہر قبیلے کے نسب سے واقف تھے۔ اس کو "علمِ انساب" کہا جاتا ہے۔ وہ عرب میں اس علم کے سب

Marfat.com

سے بڑے ماہر تھے۔ کسی خواب کا مطلب اور نتیجہ بتانے کو تعبیرِ خواب کہتے ہیں۔ یہ ایک خاص عِلم ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عِلم کے بھی ماہر تھے۔ وہ تقریر بھی بہت عمدہ کرتے تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیتے تھے۔

بیویاں اور بیٹے بیٹیاں

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف وقتوں میں پانچ شادیاں کیں۔ بیویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ **اُمِّ بَکر۔** : انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے پہلے انہیں چھوڑ دیا۔

۲۔ **قُتَیلہ** : ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ بھی اسلام نہیں لائیں اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی ہجرت سے پہلے چھوڑ دیا۔

۳۔ **حضرت اُمِّ رُومان رَضِیَ اللہُ عَنہَا** : ان سے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنہَا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اسلام لائیں اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ اور خوش دامن (ساس) بننے کی عزت حاصل کی۔

Marfat.com

ہجرت کے نویں سال فوت ہوئیں۔

۴۔ **حضرت اسماءؓ بنتِ عُمَیس:** ان سے ایک لڑکے محمد پیدا ہوئے۔ رسولِ پاک ﷺ کی صحابیہ تھیں۔ ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ ہجرت کے چالیسویں سال فوت ہوئیں۔

۵۔ **حضرت حبیبہؓ:** مدینہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے بعد ان سے شادی کی۔ ان سے ایک لڑکی اُمِّ کلثوم (والد کی وفات کے بعد) پیدا ہوئیں۔

بیٹے

۱۔ **حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:** ہجرت سے پہلے اسلام لائے۔ اپنے والد کے بہت فرمانبردار تھے۔ ہجرت کے آٹھویں سال طائف کی لڑائی میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہوگئے۔ اس وقت زخم ٹھیک ہوگیا لیکن تین سال کے بعد پھر ہرا ہوگیا۔ اسی کے صدمے سے فوت ہوگئے۔

۲۔ **حضرت عبدالرّحمٰن رضی اللہ عنہ:** ہجرت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔ بہت بہادر تھے۔ کافروں کے خلاف بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور نہایت بہادری سے لڑے۔ ۵۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۔ **محمدؒ:** تین سال کے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے۔ والدہ

Marfat.com

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا۔ اس لیے انہی کے پاس پلے بڑھے۔ ۳۷ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ۳۸ ہجری میں امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن عاص نے مصر پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ اسی حالت میں ایک صاحب نے ان کو قتل کر ڈالا۔

بیٹیاں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا: ہجرت سے بہت پہلے اسلام قبول کیا۔ بہت اونچے رتبے کی صحابیہ ہیں۔ ان کی شادی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ۷۳ہجری میں سَو سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔

- **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:** پیدائشی مسلمان تھیں۔ ہجرت سے کچھ مدت پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور ہجرت کے کچھ عرصہ بعد رخصتی ہوئی۔ اس طرح ان کو اُمّت کی ماں بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی۔ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

- **حضرت اُمِّ کلثومؓ:** پیدائشی مسلمان تھیں۔ والد کی وفات کے بعد پیدا

Marfat.com

ہوئیں۔ ان کی شادی پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے نکاح ہوا۔

گھر والوں سے سلوک

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں سے بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ اولاد سے بہت محبت تھی۔ اس کی پرورش اور تربیت بہت اچھی طرح کی۔

Marfat.com

رسولِ پاک ﷺ سے محبّت

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ پاک ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ آپ ﷺ سے اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں سے بھی بڑھ کر پیار کرتے تھے اور ہر وقت آپ ﷺ پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ مکّہ میں تیرہ سال تک رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ ہر طرح کی سختیاں جھیلتے رہے۔ ہجرت کے سفر میں اپنی جان پر کھیل کر رسولِ پاک ﷺ کا ساتھ دیا۔ اپنی پیاری بیٹی کی شادی حُضُور ﷺ سے کردی۔ کافروں سے جتنی لڑائیاں ہوئیں ان سب میں برابر رسولِ پاک ﷺ کے ساتھ رہے۔ کئی بار بڑی بڑی رقمیں رسولِ پاک ﷺ کی ذاتی ضرورتوں کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ ﷺ خود فرمایا کرتے تھے کہ جان اور مال کے لحاظ سے مجھ پر ابو بکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں۔ مکّہ میں بھی اور مدینہ آکر بھی اپنا زیادہ وقت رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں گزارتے تھے اور روزانہ جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لیتے چین نہ پڑتا تھا۔

رسولِ پاک ﷺ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مکّہ میں روزانہ صبح و شام ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ تبلیغ کے لیے کسی قبیلے کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کو بھی ساتھ لے جاتے تھے۔

Marfat.com

مدینہ آ کر بھی آپؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جہاد یا کسی دوسری ضرورت کے لیے سفر پر جاتے یا کسی بیمار کا حال پوچھنے جاتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ہمراہ لے لیتے تھے۔ اسی طرح کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے رشتے داروں کو تسلی دینے کے لیے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے جاتے تھے۔ کئی بار آپؐ مسلمانوں کے معاملوں میں رات رات بھر حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور کوئی بات ان سے چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ اس طرح جُڑ کر بیٹھتے تھے کہ دیوار کی مانند نظر آتے تھے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کُھلی جگہ چھوڑ دی جاتی تھی وہ وہاں آ کر بیٹھتے تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف رُخ کر کے گفتگو فرماتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ "ابوبکر تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔" آپؐ نے کئی بار ان کو جنّت کی خوشخبری دی اور ایک موقع پر فرمایا کہ وہ حوضِ کوثر پر میرے ساتھ ہوں گے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہؓ کے نام لے کر ان کو جنت کی خوش خبری دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے۔ حدیث کی کتابوں میں ایک سو اکاسی (181) حدیثیں حضرت ابوبکرؓ کی شان میں ہیں۔

قرآنِ پاک میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی فرمایا گیا ہے اور کئی آیتوں میں ان کی اونچی شان اور نیکیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے اَخلاق

اَخلاق خُلق کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عادت یا خصلت۔ عام طور پر اَخلاق سے مراد کسی شخص کی عادتیں، خصلتیں اور اس کا چال چلن ہوتا ہے۔ کسی شخص کی عادتوں، خصلتوں اور بول چال ہی سے اس کے اَخلاق کی برائی یا اچھائی کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق بچپن ہی سے بہت اچھے تھے اور اسلام لانے کے بعد تو ان کی ذات میں تمام اچھی عادتیں، بھلائیاں اور خوبیاں جمع ہوگئیں۔ ان کی کچھ مثالیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں:۔

ہر نیکی میں آگے آگے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیکی کے ہر کام میں آگے آگے رہتے تھے ایک دن وہ بہت سے دوسرے صحابہ کے ساتھ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے پوچھا:

"آج تم میں سے کون روزہ سے ہے؟"

دوسرے سب خاموش رہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا آج روزہ ہے۔

آپؐ نے پھر پوچھا، آج تم میں سے کوئی (اپنے کسی مسلمان بھائی کے)

Marfat.com

جنازے کے ساتھ گیا ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے، اے اللہ کے رسول میں گیا ہوں۔ باقی سب چپ رہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، آج تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کھلایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا، آج تم میں سے کوئی کسی بیمار کا حال پوچھنے گیا ہے؟

سب خاموش رہے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ میں گیا ہوں۔

آپ نے فرمایا، جس شخص نے ایک دن میں اتنی نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

غریبوں اور محتاجوں کی خدمت

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے رحم دل اور سخی تھے۔ کسی کو مصیبت میں دیکھتے تو فوراً اس کی مدد کو پہنچتے تھے۔ بیواؤں، یتیموں، غریبوں اور محتاجوں کو دل کھول کر روپیہ، پیسہ، غلہ، کپڑے اور دوسری چیزیں دیتے رہتے تھے۔ کوئی شخص قرض کے بوجھ تلے دب جاتا تو اس کا قرضہ خود ادا کر دیتے تھے۔ مہمانوں اور مسافروں کی بہت خاطر تواضع کرتے تھے۔ غریب رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ان کی باقاعدگی سے مدد کرتے رہتے تھے۔ جب خلیفہ

Marfat.com

ہوئے تو غریبوں اور محتاجوں کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھنے لگے۔ مدینہ کے قریب ایک بستی میں ایک اندھی بڑھیا رہتی تھی۔ بے چاری کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روزانہ اس کے گھر جاتے اور اس کے ضروری کام کاج بھی کر دیتے اور اس کی ضرورتوں کی چیزیں بھی اس کو دے آتے تھے۔

اللہ کی راہ میں خرچ

غریبوں اور محتاجوں کی مدد کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور طریقوں سے بھی اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ مکّہ میں تھے تو ڈھیروں روپیہ خرچ کر کے کئی مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کو ظالم کافروں کے پنجے سے چھڑایا۔ مدینے آکر بھی وہ اپنا مال بے دریغ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے تھے۔ کئی بار بڑی بڑی رقمیں دین کی خدمت اور رسولِ پاکؐ کی ذاتی ضرورتوں کے لیے آپؐ کی خدمت میں پیش کیں۔ تبوک کی لڑائی پر روانہ ہونے سے پہلے اپنا سارا مال اسباب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور گھر میں جھاڑو پھیر دی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ کے مال سے زیادہ کسی مال نے مجھے فائدہ نہیں پہنچایا۔ خلافت کے زمانے میں جو وظیفہ لیتے رہے تھے وہ بھی وفات سے پہلے سارے کا سارا بیت المال میں واپس جمع کرا دیا۔

Marfat.com

اللہ کا خوف

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر وقت اس خیال سے کانپتے اور آہیں بھرتے رہتے تھے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کیے ہوئے کاموں کا حساب لے گا تو ان کا کیا حال ہوگا۔ پرندوں کو باغوں میں اڑتے پھدکتے اور چہچہاتے دیکھتے تو آہ بھر کر کہتے:

"اے پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ جہاں چاہتے ہو چرتے چگتے ہو' قیامت کے دن تمہارا کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ کاش ابو بکر بھی تمہاری طرح ہوتا۔"

اگر کبھی کسی کو کوئی سخت بات کہہ دیتے تو بعد میں منّت کر کے اس سے معافی مانگ لیتے۔ خلافت کے زمانے میں ایک دفعہ کوئی بہت ضروری کام کر رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ اس وقت میرے پاس کوئی نہ آئے لیکن ایک شخص ہاتھ میں اونٹ کی مہار پکڑے اسی وقت آگیا اور درخواست کی کہ مجھے ایک اونٹ عنایت فرمایئے۔ ان کو غصہ آگیا اور اونٹ کی مہار اس کے ہاتھ سے لے کر اسُی سے اُس کو مارا۔ جب وہ چلا گیا تو کچھ دیر کے بعد اس کو بلا بھیجا۔ وہ ڈرتا ڈرتا حاضر ہوا تو فرمایا: "بھائی میں نے تمہیں اس مہار سے مارا تھا تم بھی اسی مہار سے مجھے مار کر اپنا بدلہ لے لو۔"

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس موقع پر موجود تھے انہوں نے کہا:

Marfat.com

"اے رسول اللہ ﷺ! کے خلیفہ آپ نے کسی سبب کے بغیر تو اس کو نہیں مارا تھا اس شخص نے نافرمانی کی تھی۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ ٹھیک ہے لیکن قیامت کے دن میرا حساب لیا گیا تو میں کیا جواب دوں گا؟"

دُکھیاروں کے ساتھ ہمدردی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کبھی کسی شخص کے بیمار ہونے کی خبر ملتی تو اس کا حال پوچھنے جاتے اور اس کو تسلی دیتے۔ اسی طرح کوئی فوت ہو جاتا تو اس کے رشتہ داروں کے پاس جاکر ان کے غم میں شریک ہوتے اور ان کو صبر کی تلقین کرتے۔

لوگوں کو سلام کرنے میں پہل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلتے تھے تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ جو مسلمان راستے میں ملے اس کو پہلے سلام کریں۔

پرہیزگاری

پرہیزگاری کا مطلب ہے، اُن کاموں سے بچنا جن سے اللہ نے منع کیا

Marfat.com

ہے' اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے بہت نیک اور پرہیزگار تھے۔ بتوں سے سخت نفرت کرتے تھے' کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ کسی کو دھوکا نہیں دیتے تھے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد تو وہ حد سے زیادہ پرہیزگار ہوگئے۔ کبھی کسی ایسے کام کے نزدیک نہ گئے جس سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو یا جس کو ناپسند کیا ہو۔ ایک دفعہ ان کے نوکر نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی۔ اس وقت ان کو سخت بھوک لگ رہی تھی۔ اس میں سے ایک لقمہ کھا لیا۔ پھر کچھ خیال آیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے لایا؟ اس نے کہا' ایک شخص نے مجھ سے کچھ منتر پڑھوائے تھے اس کے بدلے میں اس نے مجھے یہ کھانا دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' افسوس تو نے مجھے مار ڈالا۔ پھر بہت سا پانی منگایا اور اسے پی پی کر قے کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ نکل گیا۔ ایک شخص نے کہا' آپ نے ایک لُقمہ نکالنے کی خاطر اتنی تکلیف برداشت کی۔

فرمایا: "اگر یہ لقمہ نکالنے کی خاطر میری جان بھی چلی جاتی تو میں اسے ضرور نکالتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بدن حرام مال سے پَلے وہ آگ میں ڈالے جانے کے لائق ہے۔"

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی کا دل مٹھائی کھانے کو چاہا۔ ان

Marfat.com

سے مٹھائی لانے کے لیے کہا تو انہوں نے فرمایا' میرے پاس مٹھائی خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ بیوی نے عرض کیا' اچھا تو آپ مجھے اجازت دیں کہ گھر کے خرچ کے لیے آپ جو پیسے مجھے ہر روز دیتے ہیں ان میں سے کچھ بچا لوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' ہاں تم ایسا کر سکتی ہو۔ جب چند روز میں کچھ رقم جمع ہو گئی تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی کہ مٹھائی خرید لائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' یہ رقم ہماری روزمرہ کی خوراک سے زیادہ ہے اس لیے بیت المال کا حق ہے چنانچہ وہ رقم بیت المال میں جمع کرا دی اور اتنا ہی اپنا وظیفہ کم کر دیا۔

طبیعت کی عاجزی

طبیعت میں بڑی عاجزی اور مسکینی تھی۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے۔ کبھی کبھی اپنی بکریاں خود چرا لیتے تھے اور ضرورت پڑنے پر محلّے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے تھے۔ خلیفہ بننے کے بعد بھی ان کا یہی حال رہا۔ لوگ ان کی تعظیم کے لیے اٹھتے تو اسے پسند نہ کرتے اور فرماتے تم نے مجھے بہت بڑھا دیا ہے۔ خلیفہ چُنے جانے کے دوسرے ہی دن کندھے پر کپڑا ڈال کر بیچنے کے لیے نکلے لیکن مسلمانوں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا اور کہا کہ ہم آپ کے گزارے کے لیے وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ کوئی لشکر مدینہ سے روانہ ہوتا تو وہ اسے رخصت کرنے کافی دور تک

Marfat.com

اس طرح جاتے کہ سپہ سالار گھوڑے پر سوار ہوتا اور وہ ساتھ پیدل چل رہے ہوتے۔

شُجاعت

شُجاعت' بہادری اور دلیری کا دوسرا نام ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھنے میں تو بہت کمزور معلوم ہوتے تھے لیکن وہ بڑے بہادر تھے۔ ان کے سینے میں شیر کا دل تھا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ مکّہ میں کافر مسلمانوں پر بہت ظلم ڈھاتے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اپنے اسلام کو نہیں چھپایا اور ہر طرح کی سختیاں بڑے حوصلے کے ساتھ جھیلتے رہے۔ ہجرت کے بعد جو لڑائیاں ہوئیں ان سب میں وہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور نہایت بہادری سے لڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ' جو خود اللہ کے شیر تھے' فرمایا کرتے تھے کہ "لوگوں میں سب سے بہادر ابو بکر ہیں۔" خلیفہ بنتے ہی مشکلوں کے طوفان میں گھر گئے لیکن انہوں نے اس طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس کا منہ پھیر دیا۔ پھر ایک ہی وقت میں دنیا کی دو سب سے بڑی طاقتوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت اَبُوبَکر رَضِیَ اللہُ عَنہُ کی چند نصیحتیں

حضرت اَبُوبَکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ عَنہُ لوگوں کو بہت اچھی نصیحتیں کرتے رہتے تھے ان میں سے چند نصیحتیں ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

۱۔ مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔
۲۔ عقل مند کی پہچان یہ ہے کہ وہ زیادہ باتیں نہیں کرتے۔
۳۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ بددیانتی۔
۴۔ کسی مسلمان کو حقیر نہ جانو۔
۵۔ جس قوم میں بری باتیں عام ہوجاتی ہیں اللہ اس کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔
۶۔ ہر اچھے کام کے ثواب کا ایک اندازہ ہے لیکن صَبرُ کا ثواب بے اندازہ ہے۔
۷۔ گناہ سے توبہ کرنا ضروری ہے لیکن گناہ سے بچنا اس سے بھی ضروری۔
۸۔ اس دن پر رو جو تیری عُمُر سے گزر گیا اور تو نے اس میں کوئی نیکی نہیں کی۔
۹۔ اللہ تعالٰی اس وقت تک نفل قبول نہیں کرتا جب تک تم

Marfat.com

فرض ادا نہ کرو۔

۱۰۔ جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس کو ذلیل کر دیتا ہے۔

۱۱۔ مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ اس کو فوراً سن لیتا ہے۔

۱۲۔ علم بغیر عمل کے بے کار ہے۔

۱۳۔ بُروں کے پاس بیٹھنے سے اکیلے بیٹھ رہنا بہت اچھا ہے۔

۱۴۔ دوائیں کھا کھا کر صحت مند نہیں بنا جا سکتا۔

۱۵۔ جس پر نصیحت اثر نہ کرے اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

۱۶۔ فقیر (مسکین ۔ محتاج) کو عاجزی اور اَدب سے خیرات دو کیونکہ خوشی سے خیرات دینا اس کے قبول ہونے کی نشانی ہے۔

۱۷۔ اللہ سے شرم کرو= ہر کام کرتے وقت یاد رکھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۱۸۔ برائی پرہیزگاری میں ہے اور عزّت عاجزی میں۔

۱۹۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو جیساکہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۰۔ ایک دوسرے سے تعلّق مت توڑو، کسی سے حَسَد نہ کرو اور نہ کسی کے خلاف دِل میں کینہ رکھو۔

Marfat.com

حضرت اَبُوبَکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنہٗ کے چند فرمان

فوج کے جرنیلوں کے نام

فرمان کا مطلب ہے حُکم یا حُکم نامہ جو کسی ماتحت کے نام لکھ کر بھیجا جائے۔ اللہ اور رسول کے حُکم کو بھی فرمان کہا جا سکتا ہے اور خلیفہ یا بادشاہ کے حُکم کو بھی۔ اس کی جمع فرامین ہے۔

حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں فوج کے تمام جرنیلوں کے ہر کام پر پوری نظر رکھتے تھے اور جب کبھی ضرورت ہوتی ان کو فرمان بھیجتے رہتے تھے جن میں ضروری ہدایتیں ہوتی تھیں۔ یہاں ہم حضرت ابوبکرؓ کے تین فرمان درج کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن جرّاح کو بھیجے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کے نام

(جب انہیں مرتدوں سے لڑنے کے لیے بھیجا گیا)

"اپنے تمام معاملوں میں اللہ سے ڈرتے رہو خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھنے کے لیے اپنی جان لڑا دو اور پوری طاقت کے ساتھ ان لوگوں کو کچُل ڈالو جو اسلام سے پھر گئے ہیں۔ ہاں اُن کی سرکوبی

Marfat.com

سے پہلے ان کو دوبارہ اسلام کی طرف لوٹنے کا موقع دو جو لوگ دوبارہ اسلام قبول کرلیں ان کا اسلام مان لو اوراگروہ اپنی ضد پر اڑے رہیں تو تلوار سے کام لو وہ جہاں ہوں اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں ان میں سے جن پر قابو پالو ان کو قتل کر دو اور کسی سے کلمۂ شہادت کے سوا اور کچھ قبول نہ کرو۔

تمہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ یمامہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور بنو حنیفہ اور ان کے کذّاب مُسَیلَمہ سے لڑو۔ لڑنے سے پہلے ان کو اسلام کی طرف بلاؤ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کا اسلام قبول کرلو اور مجھے اطلاع دو۔ اگر وہ کُفر پر قائم رہیں تو ان سے سخت جنگ کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اسلام کی مدد کرے گا اور اس کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ بنوحنیفہ پر اللہ تمہیں فتح دے تو ان کو قتل اور تباہی کی سزا دو غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ (خُمس) مجھے بھیج دو اور باقی مسلمانوں میں بانٹ دو۔ خُمس کو میں یہاں اسلام کے قانون کے مطابق خرچ کروں گا۔

تم کو تاکید کی جاتی ہے کہ تمہارے ساتھیوں میں نااتفاقی کسی صورت میں پیدا نہ ہو اپنے لشکر میں ایسے لوگ شامل نہ کرنا جن کے بارے میں تم کو اچھی طرح واقفیت نہ ہو۔

اپنے ساتھیوں سے ہر حال میں اَخلاق اور محبت سے پیش آؤ اور ان کی ضرورتوں اور دُکھ درد کا خیال رکھو۔ کوچ کے وقت فوج کے ایک حِصّے کو

Marfat.com

دوسرے سے دور نہ رکھو میں تمہیں خاص تاکید کرتا ہوں کہ انصار کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنا انہوں نے اسلام کی بہت خدمت کی ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ان سے اچھا سلوک کرنے کی وصیّت فرمائی ہے۔

حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے نام

(جب ان کی مدد کے لیے
حضرت خالدؓ بن ولید کو عراق بھیجا گیا)

تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ میں نے خالدؓ بن ولید کو تمہارے پاس عراق جانے کی ہدایت کی ہے تم اپنی قوم کو ساتھ لے کر اس سے جا ملو اور دشمنوں کے خلاف لڑنے میں اس کی مدد کرو۔ اس کا حکم ماننا اور اس کی رائے کی مخالفت نہ کرنا وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح کیا ہے۔

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ان کے ساتھی کافروں کے لیے بہت
سخت اور آپس میں نرم اور مہربان ہیں کبھی تم ان کو رکوع میں
دیکھو گے اور کبھی سجدے میں"

Marfat.com

جب تک خالد تمہارے ساتھ ہے تو لشکر کا سپہ سالار وہی ہوگا جب وہ کسی دوسری جگہ جائے گا تو تم اپنے پہلے عہدے پر بحال ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جرّاح کے نام

(جب انہوں نے حضرت اَبُوبکرؓ کو روم کے بادشاہ کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دی)

تم نے اپنے خط میں اطلاع دی ہے کہ دشمن کی فوجیں تم سے لڑنے کے لیے روانہ کردی گئی ہیں اور ان کے بادشاہ نے بے شمار فوج بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کی قَسَم تمہارے شام میں پہنچنے کے بعد زمین روم کے بادشاہ اور اس کی فوجوں کے لیے تنگ ہوگئی ہے مجھے امید ہے کہ تم جلد ہی قیصر کو اس کے ٹھکانے سے نکال باہر کرو گے۔ تم اپنی فوج کے دستے دیہات میں پھیلا دو اور رومی فوجوں کو خوراک نہ پہنچنے دو۔ بڑے شہروں پر اس وقت تک حملہ نہ کرنا جب تک میں یہاں سے نہ لکھوں اگر دشمن تم سے لڑنے بڑھے تو تم بھی لڑنے بڑھو اور اللہ سے فتح کی دعا کرو۔

Marfat.com

اللہ کا شکر ہے نہ تو تمہاری تعداد کم ہے اور نہ تم کمزور ہو۔ میں سمجھ
نہیں سکا کہ پھر تم ان سے لڑنے میں کیوں ہچکچا رہے ہو۔ اللہ ضرور تم کو
دشمن پر فتح دے گا وہ تم کو عزت دے کر آزمانا چاہتا ہے کہ تم کیا طریقہ اختیار
کرتے ہو۔ عمرو بن عاص سے تمہارا برتاؤ بہت اچھا ہونا چاہیے میں نے اس کو
سمجھا دیا ہے کہ صحیح مشورہ ضرور دے۔وہ تجربہ کار اور دانا آدمی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com